﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائیل: ۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد۱ | جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء ○ ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۱۶

القرآن الحکیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب فرمانبرداری (کے حلقہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔ یقیناً وہ تو تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یاد رکھو کہ وہ چیز جو انسان کی قدر وقیمت کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھاتی ہے وہ اس کا اخلاص اور وفاداری ہے جو وہ خدا تعالیٰ سے رکھتا ہے ورنہ مجاہدات خشک سے کیا ہوتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا گیا ہے کہ ایسے ایسے لوگ بھی مجاہدات کرتے تھے جو چھت سے رسہ باندھ کر آپ کو ساری رات جاگنے کے لئے لٹکا رکھتے تھے لیکن کیا وہ ان مجاہدات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہو گئے تھے؟ ہر گز نہیں۔ نامرد، بزدل، بیوفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے اس کی کچھ قدر وقیمت نہیں ہے۔ ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بناء پر ملا؟ قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے

﴿اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾ (النجم: ۳۸)

ابراہیم وہ جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے لئے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا۔ ہر ایک ابتلاء کو انہوں نے اس طرح پر قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھا۔ درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتلاء پیش آئے۔ خویش واقارب نے مل کر ہر قسم کی ترغیب دی کہ اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو ہم دینے کو تیار ہیں اور اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں تو اپنا بادشاہ بنا لینے کو تیار ہیں۔ اگر بیویوں کی ضرورت ہے تو خوبصورت بیویاں دینے کو موجود ہیں۔ مگر آپ کا جواب یہی تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے شرک کے دور کرنے کے واسطے مامور کیا ہے۔ جو مصیبت اور تکلیف تم دینی چاہتے ہو دے لو میں ان سے رک نہیں سکتا کیونکہ یہ کام جب خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے پھر دنیا کی کوئی ترغیب اور خوف مجھ کو اس سے ہٹا نہیں سکتا۔ آپ جب طائف کے لوگوں کو تبلیغ کرنے گئے تو ان خبیثوں نے آپ کو پتھر مارے جس سے آپ دوڑتے دوڑتے گر جاتے تھے۔ لیکن ایسی مصیبتوں اور تکلیفوں نے آپ کو اپنے کام سے نہیں روکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کے لئے کیسی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے اور کیسی مشکل گھڑیاں ان پر آتی ہیں مگر باوجود مشکلات کے ان کی قدر شناسی کا بھی ایک دن مقرر ہوتا ہے۔ اس وقت ان کا صدق روز روشن کی طرح کھل جاتا ہے اور ایک دنیا ان کی طرف دوڑتی ہے۔

عبداللطیف کے لئے وہ دن جو اس کی سنگساری کا دن تھا کیسا مشکل تھا۔ وہ ایک میدان میں سنگساری کے لئے لایا گیا اور ایک خلقت اس تماشا کو دیکھ رہی تھی۔ مگر وہ دن اپنی جگہ کس قدر قدر وقیمت رکھتا ہے۔ اگر اس کی باقی ساری زندگی ایک طرف ہو اور وہ دن ایک طرف، تو وہ دن قدر و قیمت میں بڑھ جاتا ہے۔ زندگی کے دن بہر حال گزر ہی جاتے ہیں اور اکثر بہائم کی زندگی کی طرح گزرتے ہیں۔ لیکن مبارک وہی دن ہے جو خدا تعالیٰ کی محبت اور وفا میں گزرے۔

فرض کرو کہ ایک شخص کے پاس لطیف اور عمدہ غذائیں کھانے کے لئے اور خوبصورت بیویاں اور عمدہ عمدہ سواریاں سوار ہونے کو رکھتا ہے۔ بہت سے نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لئے حاضر رہتے ہیں۔ مگر ان سب باتوں کا انجام کیا ہے؟ کیا یہ لذتیں اور آرام ہمیشہ کے لئے ہیں؟ ہر گز نہیں ان کا انجام آخر فنا ہے۔ مردانہ زندگی یہی ہے کہ اس زندگی پر فرشتے بھی تعجب کریں۔ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہو کہ اس کی استقامت اخلاص اور وفاداری تعجب خیز ہو۔ خدا تعالیٰ نامرد کو نہیں چاہتا۔ اگر زمین و آسمان بھی ظاہری اعمال سے بھر دیں لیکن ان اعمال میں وفا نہ ہو تو ان کی کچھ قیمت نہیں۔

کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب تک انسان صادق اور وفادار نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی نمازیں بھی جہنم ہی کو لے جانے والی ہوتی ہیں۔ جب تک پورا وفادار اور مخلص نہ ہو ریاکاری کی جڑ اندر سے نہیں جاتی ہے۔ لیکن جب پورا وفادار ہو جاتا ہے اس وقت اخلاص اور صدق آتا ہے اور وہ زہریلا مادہ نفاق اور بزدلی کا جو پہلے پایا جاتا تھا دور ہو جاتا ہے۔

اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے، یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق وصفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیش گوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے"۔

(ملفوظات جلد اول صہ ۵۱۶، ۵۱۷)

مختصرات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر روز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں شمولیت فرماتے ہیں اور قریباً ایک گھنٹہ تک مختلف علمی اور دینی موضوعات پر عالمگیر سامعین سے مخاطب ہوتے ہیں۔ ریکارڈ اور یاد دہانی کی غرض سے ان پروگراموں کا ایک مختصر اشاریہ قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہے۔

۱۱ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کی مجلس کا موضوع تھا "ختم نبوت"۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہالینڈ مشن میں آنے والے چند عرب مہمانوں سے اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور مختلف پہلوؤں کی خوب تفصیلی وضاحت فرمائی۔ حضور انور نے انگریزی ارشادات کے ساتھ عربی ترجمہ پیش فرمایا۔ یہ ٹیپ عرب دوستوں میں تبلیغ کے لئے بہت مفید ہے۔ داعیان الی اللہ کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۱۲ اپریل ۱۹۹۴ء: آج حضور انور نے اس امر کی تعیین فرمائی کہ آئندہ پروگرام "ملاقات" کی ترتیب کیا ہوا کرے گی۔ فرمایا کہ ہر ہفتہ اور اتوار کے روز یہ مجلس انگریزی زبان میں ہوا کرے گی (جس کا ساتھ رواں اردو ترجمہ پیش ہو گا)۔ ہر سوموار اور منگل کو ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارہ میں باقاعدہ کلاس ہوا کرے گی۔ ہر بدھ، جمعرات اور جمعہ کو مخالفین کے اعتراضات اور دیگر عمومی سوالات کے جوابات اردو میں دیئے جائیں گے۔

۱۳ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کی مجلس میں قرآن مجید کی آیات میں تحریف اور رد و بدل کے اعتراض کا تفصیلی جواب دیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ مخالفین بہت ہی ظالمانہ طریق پر سراسر بے بنیاد اعتراضات اٹھاتے چلے جاتے ہیں اور ہماری دعا ان سب کے لئے یہی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اور یا اگر دعا کرنی ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا کرنی چاہئے جو آپ کو دشمنوں کے بارہ میں الہاماً سکھائی گئی:

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء: آج بھی تحریف قرآن کے اعتراض کا جواب جاری رہا۔ حضور انور نے مختلف مثالوں سے جواب کی وضاحت فرمائی۔

۱۵ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کے پروگرام "ملاقات" میں درج ذیل متفرق سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

○۔ اسلام دیگر مذاہب سے مختلف کس طرح ہے۔ ○۔ جب احمدی قرآن مجید اور سب اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور سب پر یقین رکھتے ہیں تو پھر دوسروں سے الگ کیوں ہیں۔ ○۔ غیر از جماعت دوست مولود کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں ایسا کیوں ہے؟۔ ○۔ قرآن مجید کی سورتوں کے درمیان میں سے تلاوت شروع کرنے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا کیا مسئلہ ہے۔ ○۔ قرآنی آیت و بالآخرة هم يوقنون میں آخرت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟۔

بقیہ صہ ۱۴ کالم ۳

اداریہ

نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے

آج سے دس سال پہلے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے وہ نہایت ظالمانہ اور رسوائے زمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی روزمرہ زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنا دیا گیا۔ اس کی رو سے یہ اعلان کیا گیا کہ اگر کوئی احمدی اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمان ظاہر کرے گا یا اپنے آپ کو یا اپنے عقیدہ کو اسلام کی طرف منسوب کرے گا یا اپنے عقیدہ کی اشاعت کرے گا یا اس کی طرف دوسروں کو دعوت دے گا تو اسے تین سال قید بامشقت اور اس کے علاوہ بھاری جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ اسی آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کو اپنے بزرگان کے لئے امیرالمومنین، صحابی، رضی اللہ عنہ، ام المومنین وغیرہ کے الفاظ کے استعمال سے بھی روک دیا گیا اور خلاف ورزی کی صورت میں تین سال قید اور جرمانے کی سزا کی وعید دی گئی۔ اسی طرح یہ کہ احمدی اپنی مسجدوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے اور یہ بھی کہ اگر کوئی احمدی اذان دے گا تو اسے بھی تین سال قید اور جرمانے کی سزا دی جائے گی۔ اذان کیا ہے؟ اذان اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کی توحید و تفرید کے اقرار اور غیر اللہ کی نفی کا اعلان ہے۔ اذان میں اسبات کی گواہی دی جاتی ہے کہ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں اور اذان کے ذریعہ لوگوں کو نماز کی طرف اور فلاح کی طرف بلایا جاتا ہے۔

جنرل ضیاء الحق کا شاید خیال ہوگا کہ اس کے ان ظالمانہ قوانین سے مرعوب ہو کر احمدی اسلام سے اپنا تعلق توڑ لیں گے۔ وہ توحید اور حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار سے باز آجائیں گے۔ وہ عبادتیں ترک کر دیں گے اور ان کی مساجد بے آباد ہو جائیں گی اور وہ اسلامی قدروں سے عاری ہو جائیں گے یا انکی اپنے خلیفہ سے وابستگی کمزور پڑ جائے گی اور یوں یہ جماعت منتشر ہو جائے گی۔ لیکن گزشتہ دس سال کا ہر دن اور اس کا ہر لحہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ قانون کی موجودگی میں اور ہر طرح کے حکومتی اور حکومت کی سرپرستی میں ہونے والے ظلم و تشدد کے باوجود معاندین احمدیت کو اپنے تمام مذموم مقاصد میں بری طرح ناکامی ہوئی۔

ہزارہا احمدیوں کو اس ظالمانہ قانون کے حوالے سے شدید ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی گئیں۔ انہیں بے عزت اور ذلیل کیا گیا، گلیوں میں گھسیٹا گیا، ان کے اموال لوٹے گئے، گھروں کو جلایا گیا، انہیں مقدمات میں الجھایا گیا، جیلوں میں ڈالا گیا (اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے) لیکن وہ احمدیوں کے دلوں سے خدا اور رسول کی محبت کو نوچ نہیں سکے۔ احمدیوں نے کلمہ شہادت کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی کے پیش کرنے میں ادنیٰ سا بھی تردد نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے اپنے خون سے اس بات کی شہادت دی کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے "اشداء علی الکفار" کا نمونہ دکھاتے ہوئے ظلم کے ہر وار پر حضرت بلالؓ کی طرح زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ توحید کی آواز بلند کی کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ۔

جو تپتی ریت پہ بھونا گیا ہو مثل بلالؓ
اسی کا حق ہے اذاں لا الٰہ الا اللہ

جنرل ضیاء کا یہ ظالمانہ آرڈیننس احمدیوں کا مسجدوں سے تعلق بھی نہیں توڑ سکا۔ اگرچہ احمدیوں کی متعدد مساجد کو منہدم بھی کیا گیا اور انہیں مسجدوں سے روکنے کے لئے مختلف ظالمانہ اقدامات بھی کئے گئے مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیوں کا مسجدوں کے ساتھ رابطہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا۔ اپنے پیارے امام کی شب و روز کی توجہات اور آپ کے پر معارف خطبات اور بابرکت راہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں ان کی عبادتوں کا معیار ظاہری لحاظ سے بھی بلند ہوا اور ہوتا چلا جارہا ہے اور باطنی لحاظ سے بھی وہ تعلق باللہ میں ہر لحہ زیادہ استحکام اختیار کر رہے ہیں۔ یہاں تو وہی بات صادق آتی ہے کہ

؎ عدو شر بر انگیزد و خیر ما دراں باشد

جس طرح سونا آگ میں پڑ کر کندن بن کے نکلتا ہے اس آرڈیننس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور قرآن اور عبادت اور مساجد اور ذکر الٰہی سے اور اپنے امام امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جماعت احمدیہ کی محبت زیادہ خالص ہو کر نکھر کر، اور نمایاں ہو کر ساری دنیا کے سامنے ابھری ہے۔

ابتلاء کے اس دور میں عالمگیر جماعت احمدیہ خصوصاً جماعت احمدیہ پاکستان نے جس بے مثل اخلاص اور فدائیت اور صدق و صفا اور صبر و استقامت کے عظیم الشان نمونے دکھائے اور دکھاتی چلی جارہی ہے انہیں دیکھ کر اسلام کے دور اول کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ ہم ان تمام شہداء اور اسیران راہ مولا اور ان تمام افراد جماعت کی عظمت کو سلام کرتے ہیں جنہوں نے راہ مولا میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو نہایت بشاشت کے ساتھ برداشت کیا اور عزم و ہمت اور صدق و صفا کی روشن مثالیں قائم کیں۔

جنرل ضیاء الحق نے اگست ۱۹۸۵ء میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس لندن کے نام اپنے پیغام میں لکھا تھا۔

"We will inshallah persevere in our effort to ensure that the cancer of Qadianism is exterminated."

ایک طرف اس کا یہ دعویٰ تھا دوسری طرف خدا کے ایک پیارے کا یہ اعلان تھا کہ ۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا، آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

پھر کیا ہوا؟ خدا کی اس جماعت کو مٹانے کا دعویٰ کرنے والے پر غلام مسیح الزماںؑ کی تیغ دعا نے اثر دکھایا اور اس پر خدا کا غضب کچھ اس طرح بھڑکا کہ وہ جلا کر خاکستر کر دیا گیا اور اس کے وجود کا نشان باقی نہ رہا۔

اس آرڈیننس سے اس کا یہ بھی مقصد تھا کہ جماعت کا پیغام دنیا میں نہ پھیلے اور یہ نابود ہو جائے۔ لیکن دوسری طرف حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ بشارت تھی کہ ۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور نصرت کے ساتھ یہ "صدائے فقیرانہ حق آشنا" شش جہت میں پھیلتی چلی جارہی ہے اور صرف ۱۹۸۴ء کے بعد ۴۴ سے زائد ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور یوں آج ۱۳۵ سے زائد ممالک میں احمدیت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور لکھوکھہا افراد احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ الغرض گزشتہ دس سال کا عرصہ اس بات پر گواہ ہے کہ ۔

شریروں پہ پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ اُمَّتِى يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ اِلاَّ مَنْ اَبٰى» قِيلَ: وَمَنْ يَأْبٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِى دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِى فَقَدْ اَبٰى» (رَوَاهُ الْبُخَارى)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ وہ کون شخص ہے جو انکار کرتا ہے۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

عَنْ اَبِى مُوسٰى رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلٰى اَهْله مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاطْفِئُوهَا عَنْكُمْ» (مُتَّفَقٌ عَلَيْه)

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں رات کے وقت ایک گھر میں آگ لگ گئی اور گھر والے جل گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کا واقعہ بیان کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے سونے کے وقت اسے بجھا دیا کرو۔

☆

دل مچل کر رہ گیا حسن گلستاں دیکھ کر
یاد آیا پھر کوئی جشن بہاراں دیکھ کر
منحصر ہے اک نظر پر جان و دل کا فیصلہ
کون کرتا ہے محبت عہد و پیماں دیکھ کر
جب کبھی آتا ہے دل میں ان کے آنے کا خیال
ڈبڈبا جاتی ہیں آنکھیں گھر کا ساماں دیکھ کر
دل میں کیا کیا ولولے تھے اشتیاق دید کے
جان لیتے کاش وہ نالوں کا عنواں دیکھ کر
یوں تو گلشن میں گل و لالہ کی صحبت ہے نصیب
دم نکل جاتا ہے لیکن برق و باراں دیکھ کر
جانے کس قبلے کی جانب پھر گیا روئے نیاز
خود چلا آتا ہے کعبہ جذب ایماں دیکھ کر
مصلحؔ شیدا نے کس کو دیکھ پایا ہے یہاں
پھیر بیٹھا ہے جو نظریں بزم امکاں دیکھ کر

(مصلح الدین احمد راجیکی مرحوم)

مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے کالج نے مجلس فارسی قائم کی ہے جو غالباً دوسرے کالجوں سے ایک مزید امتیاز ہے۔ دراصل اس مجلس کا قیام گویا چپ کی داد ہے۔ کیونکہ موجودہ ماحول میں ہمارے ملک کے اندر فارسی زبان بے اعتنائی اور غفلت کا شکار ہو رہی ہے۔ علمی قدریں بدل رہی ہیں۔ مادیت کا دور دورہ ہے۔ اور توجہات دوسری طرف پھر رہی ہیں۔ بہت کم اشخاص ہیں جن کو فارسی زبان سے لگاؤ باقی رہا ہو۔ گنتی کے چند ایسے آدمی ہونگے ورنہ فارسی زبان عموماً متروک و مہجور ہو رہی ہے جو علمی دنیا کا بہت بڑا نقصان ہے لیکن اس کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ فارسی زبان کی قدر و قیمت اور اس کی ضرورت اور اہمیت کم نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کثیر لٹریچر فارسی میں ہے اور اردو زبان پر بھی پوری قدرت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک فارسی زبان سے آگاہی نہ ہو۔ الا ماشاء اللہ۔

فارسی زبان بہت شیریں، بہت سہل اور اس کی گرامر غالباً سب زبانوں کی گرامر سے آسان ہے۔ ان وجوہات سے اس زبان کے لٹریچر کو بہت اعلیٰ پایہ حاصل ہے۔

عربی زبان چونکہ تمام زبانوں کی ماں ہے اس لئے فارسی زبان کی خوبیاں بھی عربی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ کل شئی یرجع الی اصلہ۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جب آپ فارغ التحصیل ہو کر زندگی کے مختلف شعبوں میں داخل ہونگے تو پاکستان میں بالعموم آپ کو اردو زبان سے واسطہ پڑے گا اور فارسی کا علم یقیناً ایک امتیاز اور برتری کا موجب ہو گا۔ اگر فارسی زبان سے ناواقفیت ہوگی تو تحریر و تقریر میں کمتری کا احساس باقی رہے گا اور اس کے برعکس فارسی زبان کا علم آپ کی تحریر و تقریر میں دلکشی کا موجب ہو گا۔

ہماری جماعت بھی فارسی زبان کو نظر انداز نہیں کر سکتی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں عربی اور فارسی دونوں کا امتزاج شیر و شکر کی طرح ہے اور درثمین فارسی حضورؑ کا وہ اعلیٰ کلام ہے جس کو سمجھنا اور پڑھنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

ان وجوہات کے پیش نظر میں نے مجلس فارسی کی دعوت کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا تا کہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔

مجھے فرمایا گیا تھا کہ غالب یا عمر خیام کے فارسی کلام کے متعلق کچھ بیان کروں لیکن یہ مضمون اگر فرسودہ نہیں تو کم از کم عام اور متداول ہو چکا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کی بجائے مولانا بسمل کے کلام کے متعلق بعض خیالات پیش کروں اور کتاب کی

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؓ کی شاعری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ جماعت کے معروف بزرگ شعراء کے کلام کے نمونے اور اس کے محاسن اور ان بزرگوں کے ذکر خیر پر مشتمل اچھے اور دلچسپ تحقیقی مضامین بھی الفضل میں آنے چاہئیں۔ ذیل میں ہم ایک نامور جید عالم دین اور بزرگ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؓ کی شاعری کے متعلق حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم کا ایک مضمون پیش کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؓ خود ایک بہت بڑے عالم ماہر لسانیات اور فارسی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ یہ مضمون مجلس فارسی تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں پڑھا گیا۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ جماعت کے اہل علم و اہل قلم حضرات سلسلہ کے دیگر بزرگ شعراء کے کلام کے متعلق (خواہ ان کا کلام دنیا کی کسی بھی زبان میں ہو) اسی طرز پر مفید، دلچسپ اور تحقیقی مضامین لکھ کر ہمیں بھجوائیں گے۔ (ادارہ)

بات کہنے کی بجائے آنکھوں دیکھی اور تجربہ میں آئی ہوئی بات سناؤں۔ ولیس الخبر کالمعاینۃ۔

گو ہندوستان کا اہل علم طبقہ بسمل کے علم و فضل اور شاعری کا قائل ہے لیکن ایک عام آدمی کے نزدیک فارسی زبان کی ناقدری کی وجہ سے یہ آفتاب علم و فضل بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ اس لئے اس بھولے بسرے مضمون کو میں تازہ کرنا چاہتا ہوں اور بسمل کے کلام اور سیرت کا ایک ورق اس مضمون میں پیش کروں گا۔

والدین نے آپ کا نام عباداللہ رکھا تھا مگر آپ کے استاد نے اسے غلط قرار دے کر عبید اللہ نام تجویز کیا۔ بسمل آپ کا تخلص تھا۔ والد کا نام مظہر جمال جو ایک صاحب ارشاد بزرگ تھے۔

مولانا بسمل کی پیدائش ۱۸۳۹ء کے قریب معلوم ہوتی ہے جبکہ اس ملک میں فارسی اور عربی کا چرچا تھا اور یہ زبانیں علم و فضل کا سرمایہ تھیں اور انگریزی زبان ابھی نووارد ہی تھی۔

حلیہ

قد چھوٹا، چہرہ متین اور دلکش، داڑھی گھنی اور بازیب، آنکھیں روشن اور جھکی ہوئی، آواز نرم اور شیریں، بات بات میں انکسار ؎

خداوند حلم و خداوند شرم
سخن گفتن خوب و آدائے نرم

ذریعہ معاش طبابت یا علمی کاموں میں ملازمت، وطن دھرم کوٹ ضلع گورداسپور۔ پھر امرتسر، لاہور، بمبئی، بھوپال، رامپور وغیرہ میں آپ سکونت پذیر رہے۔

آپ کے رشتہ دار بڑے بڑے عہدیدار اور امیر کبیر، مگر بسمل ان سب سے بے نیاز اور در مولا کے فقیر۔ خداتعالیٰ سے عرض کرتے ہیں ؎

با تو گر دست میدہد خویشی
پادشاہی کنم بدرویشی

یعنی اگر خداتعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے تو درویشی بادشاہی سے بہتر ہے۔

آپ نے بمبئی میں ایرانیوں سے فارسی سیکھی اور کئی شہروں میں متعدد اساتذہ سے فارسی اور عربی ادب اور علم طب کی تکمیل کی۔ اور پھر رامپور، بھوپال اور حیدر آباد دکن میں کتب خانوں کے مہتمم مقرر رہے۔ آپ کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا لائبریریاں اپنے سینے کے اندر ڈال لی ہیں اور آپ چلتی پھرتی انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ علم مناظرہ، منطق، فلسفہ، فارسی اور عربی ادب، دنیا کے مذاہب کی تاریخ سب پر عبور حاصل کیا۔ شاعری کی لیکن وہ شاعری نہیں جسے خدا تعالیٰ "فی کل واد یہیمون" قرار دیتا ہے۔ بلکہ وہ شاعری جسے اس علام الغیوب نے الا الذین آمنوا کے استثناء سے نوازا ہے۔

کشمیر میں ایک شخص بڑے علامہ ہوئے ہیں جن کا تخلص شعری تھا۔ علم شعر میں بسمل نے ان کی شاگردی اختیار کی۔ فرماتے ہیں ؎

بود در شعر شعریٔ کشمیر
خضر رہ، رہنما و رہبر و پیر
لیک کردم براہ کج رفتار
ننگ استاد گشتم آخر کار

آپ کی علمی فضیلت کی بابت چند باتیں یادگار ہیں:-

اول :- آپ پہلے سنی تھے پھر شیعہ ہوئے لیکن کامل تحقیق کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے اور حضورؑ کے سامنے اپنے اخلاص کے اظہار میں ایک نظم پیش کی جسے سن کر حضورؑ نے آپ کے کلام کو فردوسی کا ہمرنگ قرار دیا۔ بسمل اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں ؎

از مسیح اللہ گشتم فیضیاب
یافتم فردوسی ثانی خطاب

ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بسمل ایسے فاضل محقق کا احمدیت میں داخل ہونا بجائے خود احمدیت کی صداقت کے ثبوتوں میں سے ہے۔

دوم :- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا قول ہے کہ عبید اللہ فارسی زبان کا بے نظیر عالم ہے۔

سوم :- اہل ایران اہل ہند کی شاعری کے قائل نہیں ہوا کرتے۔ جس طرح لکھنؤ اور دلی والے اہل پنجاب کی اردو دانی کے قائل نہیں ہوتے۔ علی حزیں کے متعلق مشہور ہے کہ جب ان کے پاس مثنوی غنیمت کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا ؎

غنیمت از پوچ گویان ہند غنیمت است

غرضیکہ اہل ایران اہل ہند کی فارسی اور ان کی شاعری کو مستند نہیں جانتے لیکن ایران کا ملک الشعراء سنجر جب ہندوستان آیا تو مولانا بسمل کی شاعری کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اس لئے سنجر اور بسمل میں ملاقات ہوئی اور بسمل کے کلام کو دیکھ کر وہ بے اختیار کہہ اٹھا۔

"واللہ من بہتر ازو نتوانم گفت"

اور سنجر نے جو کچھ کہا سچ کہا۔ بسمل کی تصانیف موجود ہیں۔ آپ شروع سے آخر تک مطالعہ کر جائیں کہیں کوئی لفظ، محاورہ اور بندش غیر ایرانی نظر نہیں آئے گی۔ اور یہ وہ کمال ہے جو کم کسی ہندی کو نصیب ہوا ہے۔

خاکسار کے استاد تھے۔ بڑے فاضل اور شاعر۔ وہ یہ مانتے ہی نہیں تھے کہ بسمل ہندی ہے اور مجھ سے بحث کرتے تھے کہ عبید اللہ بسمل تو ایرانی شاعر ہے اور کہتے کہ میں نے ان کا کلام دیکھا ہوا ہے ہندی کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

اس خصوصیت کے علاوہ آپ کے کلام کی چند خصوصیات یہ ہیں:-

اول :- شعراء خصوصاً فارسی شعراء اپنے مفاخر بیان کرنے اور اپنی علمی برتری کا ذکر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور "یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ"۔ اس کی سند پیش کرتے ہیں۔ عرفی کے قصائد اپنے ذاتی مفاخر میں آپ نے شائد دیکھے ہوں۔ یہی حال باقی شعراء کا ہے لیکن اس کے بالکل برعکس بسمل کا کلام اول سے آخر تک خودستائی سے پاک ہے۔ ہزاروں اشعار میں کہیں ایک شعر بھی نہیں ملے گا جہاں آپ نے کوئی فخریہ بات کہی ہو۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بالکل خلاف آپ کے اشعار میں عجز و الحاح، آہ و بکا، خود شکنی اور نفس کشی اور اپنی ہیچ مدانی اور ہیچ میرزی کا اعتراف جا بجا نظر آئے گا ؎

نامور نامدار بد نامم
ہر قدر پختہ آں قدر خامم

اور آپ ان کو ایک بالکل جداگانہ روش پر گامزن دیکھیں گے۔ اخلاقی اعتبار سے یہ بہت ہی پیاری اور دلربا شعر گوئی آپ کو نظر آئے گی۔ انسان بناوٹ سے بھی منکسر المزاج بن سکتا ہے لیکن یہاں یہ بات نہیں بلکہ ان کا انکسار طبعی اور جبلی ہے۔ مثلاً قصیدہ نعتیہ میں کہتے ہیں ؎

خویش را در یثرب از ہندوستاں آوردہ ام
دوزخے را در بہشت جاوداں آوردہ ام
زرد روئی از ندامت روسیاہی از گناہ
طبلہ مشک و نہ تنگ زعفراں آوردہ ام

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS TRAVEL
THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

جرم بیروں از حساب و فسق افزوں از شمار
آنچہ کس نارد بدرگاہ تو آں آوردہ ام
خام طبعے، سست خوئے، اجر جوئے، بے عمل
خود غرض، مبرم گدائے ناتواں، آوردہ ام

اسی قسم کے سینکڑوں اشعار خود بینی کی بجائے خود شکنی سے متعلق آپ کو ملیں گے۔

دوم :۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، کثرت مطالعہ کی وجہ سے آپ کی نظر مذاہب عالم پر بسیط تھی اور عربی اور فارسی علم ادب اور تاریخ پر عبور حاصل تھا۔ اس لئے آپ کے کلام میں جا بجا تاریخی واقعات اور تلمیحات پائی جاتی ہیں۔

سوم :۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر قدرت رکھتے ہوں۔ لیکن بسمل جب فارسی شعر لکھتے ہیں اور طبیعت کا رخ پلٹتا ہے تو اسی زمین میں عربی اشعار بھی بے تکلف کہہ جاتے ہیں۔

چہارم۔ بعض دفعہ آپ کی منطقی گرفت بہت سخت ہوتی ہے مثلاً بعض لوگ حضرت علی کو نعوذ باللہ خدا کا درجہ دیتے ہیں اور "علی اللہی" کہلاتے ہیں۔ بسمل فرماتے ہیں:۔

(الف) .... پور بو طالب از خدا باشد
ابن ملجم بگو چہا باشد

(ب) .... اسی طرح بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ بسمل فرماتے ہیں:۔

تو بہا را اگر خدا دانی
ناصرالدین را چہا خوانی

کیونکہ ناصرالدین شاہ ایران نے بہاء اللہ کو قید و بند ڈال دیا تھا۔

(ج) .... احمدیوں کو لوگ طنزاً میرزائی کہتے ہیں اور میرزا دراصل سردار زادہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے بسمل اس لفظ کی حسن تعلیل میں فرماتے ہیں۔

در غلامی میرزائی نام یافت
بند گیش خواجگی انعام یافت

یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اور خدمت گری کے طفیل غلام ہو کر امیر اور سردار کہلاتا ہوں۔

(د) .... عیسائیت رہبانیت سکھاتی ہے اور اسلام اہلی تمدنی زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گفت عیسےٰ ز خانہ دل بردار
گفت احمدؐ بہ خانہ دلبردار

(ہ) .... ایک شاعر نے احمدیت کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ بسمل نے جواباً ایک قطعہ لکھا اور ایک ایسا استادی ہاتھ مارا کہ باید و شاید۔

عربدہ با ہوشیاراں از تنگ ظرفی بود
یدادا، بدنام کردی بادہ راہشیار باش

(و) .... احرار کی شورش کے زمانے میں ۱۹۳۷ء کے قریب آپ نے تقریباً ڈیڑھ صد اشعار کی ایک نظم لکھی اور فرمایا۔

زمرہ احرار را درد مسلمانی کجاست
ہست عنقا درمیان شاں نشان اہل درد
زیر پا لرزد زمیں بالائے سر لرزد فلک
چوں دمد صور قیامت زا فغان اہل درد

(ز) .... خدمت اسلام کی ضرورت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

شیخ قوم از خادم اسلام نیست
خنجر چوبیں است او، صمصام نیست

طریق اصلاح شعر

آپ اپنے شاگردوں کا پورا اکرام بلکہ احترام فرماتے تھے۔ چونکہ طبیعت میں عجز و انکسار رچا ہوا تھا اس لئے شعر کی اصلاح میں بھی یہ بات نمایاں تھی۔ مثلاً غلط لفظ کو قلم زد نہیں فرماتے تھے بلکہ حاشیہ پر صحیح لفظ لکھتے اور فرماتے۔ مشورہ عرض ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے اس میں شاگرد کی کس قدر دلداری اور حوصلہ افزائی ہے کہ اصلاح دہندہ کا یہ نقطہ نظر ہے کہ اس کے نزدیک حاشیہ پر لکھا ہوا لفظ بہتر ہے۔ گو اسے اس پر ناز یا اصرار نہیں۔ یہ نہایت دلربا اور نیک طریق تھا۔

دوم :۔ جو شعر عمدہ ہوتا اس کے کنارے پر ایک صاد (ص) لکھتے۔ اگر بہتر ہو تو دو صاد (صص) اور اگر شعر بہترین ہو تو تین صاد (صصص) اور اگر شعر ہر لحاظ سے مکمل اور مضمون کو ختم کرنے والا ہو تو چار (صصصص) صاد لکھتے اور بس۔

سوم :۔ استادوں کی بابت سنتے ہیں کہ ایک نقطے یا شعشے کی کمی بیشی سے کہیں کا کہیں پہنچا دیتے ہیں اور دراصل یہ فن شعر اور زبان پر قدرت کا کمال ہوتا ہے۔ مثلاً مصرعہ تھا۔

دروغے چو کوہ ہمالہ بزرگ

تو آپ نے اصلاح دی:۔

دروغے زکوہ ہمالہ بزرگ

ظاہر ہے کہ "چو" کی بجائے "ز" کے لفظ نے مضمون کو کہیں کا کہیں پہنچا دیا۔ شعر تھا۔

کہ یک بیذ قے رشک فرزیں بود
جہولے بہ بیں مفتی دیں بود

اب ظاہر ہے کہ "بہ بیں" محض حشو ہے۔ آپ نے بیں کو ایک شعشہ دیکر "ببیں" بنا دیا اور مصرعہ یوں بن گیا۔

جہولے ببیں مفتی دیں بود

یعنی پرلے درجے کا جاہل پرلے درجے کا مفتی بن بیٹھا ہے۔ ظاہر ہے کہ حشو نکل گیا اور مضمون مکمل ہو گیا۔

چہارم :۔ اصلاح کر کے نظم جب دیتے تو بڑے ادب سے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر کھڑے ہو کر پیش کرتے کہ لیجئے یہ مشورہ عرض ہے۔ آپ کی یہ انکساری دلوں کو موہ لینے والی تھی۔ دل اس کا احساس رکھتا ہے۔ لیکن زبان قلم اس کو پورے طور پر ادا نہیں کر سکتی۔

سیرت

آپ کی سیرت کا نمایاں اور ممتاز پہلو جو آپ کی عملی زندگی میں اور تصانیف میں ابھرا ہوا نظر آتا ہے یہ ہے کہ:۔

اول :۔ اگر آپ بسمل کے ساتھ رہیں تو ان کی کسی بات سے ان کی علمی فضیلت کا پتہ آپ کو نہیں مل سکے گا۔ اہل محلہ بھی اس بات سے ناواقف تھے کہ ہمارے پڑوس میں ایک بے نظیر شاعر اور متبحر عالم بستا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ کو نمائش اور ریا سے بے حد نفرت تھی

بے تکلف، بے ریا، بے نفس، بے خود، بے غرض
مہربانے، دلنوازے، دوست دارے ایں چنیں
چشم من بسیار گردید است و کم کم دیدہ است
ایں قدر عالی وقارے، خاکسارے ایں چنیں
درہمہ عالم نہ بینی جز بہ خاصان خدا
باچنیں طبعے بلندے انکسارے ایں چنیں

دوم :۔ دراصل اس قسم کا انکسار کامل علمی دستگاہ کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ کم ظرف آدمی تھوڑے سے علم پر غرہ ہو جاتا ہے اور یہ بات ترقی اور حصول کمال کے راستے میں بجائے خود روک بن جاتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال
کہ چوں سوار بہ منزل رسد پیادہ شود

اور جیسا اوپر ذکر ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں کہیں فخر کا اظہار نام کو بھی نہیں ملتا۔

سوم :۔ شاعری کو لوگ ذریعہ شکم پروری بناتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے۔

سہ چیز رسم بود شاعران طامع را
یکے مدیح و دوم قطعہ تقاضائی
اگر بداد سوم شکر ورنہ داد ہجا
من ایں دو گفتہ ام اکنوں دگرچہ فرمائی

یعنی شاعر کا قاعدہ ہے کہ قصیدہ لکھے۔ انعام نہ ملے تو تقاضا کے لئے قطعہ لکھے۔ کچھ مل گیا تو شکر ورنہ ہجو لکھنے سے شاعر نہیں چوکتا۔

آپ کا ذریعہ معاش طبابت یا ملازمت رہا۔ اس لئے آپ نے شعر سے کبھی کوئی نفع حاصل نہیں کیا، نہ ہی تصنیف سے کوئی فائدہ اٹھایا۔ بلکہ اکثر کتابیں چھپوا کر مفت بانٹ دیتے باوجود کہ آپ کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ القصہ علم کے لئے علم کی خدمت کرتے تھے نہ کہ کسی جلب منفعت کے لئے۔

آپ کی تصانیف

آپ کی تصانیف دس کے قریب ہیں:۔

اول :۔ "فارسی بول چال"۔ یہ کتاب سکول کے مبتدیوں کے لئے آپ نے لکھی اور بلوچستان کے سکولوں میں عرصہ تک یہ کتاب ٹیکسٹ بک رہی۔

دوم :۔ "ترجمان پارسی"۔ یہ بھی فارسی زبان کے قواعد اور آداب سکھانے کے لئے ایک بہت مفید کتاب ہے جس پر یونیورسٹی نے تین سو روپیہ انعام دیا اور اس کے بعض حصے فارسی کے کورسوں میں داخل ہوئے۔ یعنی سرمایہ خرو۔ پیرایہ خرد وغیرہ میں۔

سوم :۔ "ارجح المطالب" حضرت علیؓ کی سوانح حیات اور مناقب میں ایک بے نظیر کتاب ہے۔ شیعہ ہونے کی حالت میں آپ نے یہ کتاب لکھی اور ہندوستان بھر میں اس کتاب کی وجہ سے مصنف کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایسا فدائی شیعہ کامل تحقیق کے بعد احمدی ہو گیا اور لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ارجح المطالب کا مؤلف ہو اور احمدی ہو جائے اور رامپور کے لوگوں کے ظلم و ستم کو بخوشی برداشت کر لے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔

مے کشیدم من از بزہ کاری
پیش چشم جہانیاں خواری
جذب روح القدس مرا ناگاہ
موکشاں برد سوئے روح اللہ
گشتم از کار بخت خود بس شاد
کہ بدست مسیح دستم داد

چہارم :۔ "مسدس مد و جزر اسلام" ۱۹۰۱ء میں طبع ہوئی۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسدس حالی کی اشاعت ہوئی اور مسلمانوں کے عروج کے بعد ان کے زوال کا نوحہ حالی نے پڑھا۔

اسی مضمون پر فارسی میں بسمل نے قلم اٹھایا اور حق بات یہ ہے کہ اس مضمون کا پورا حق ادا کیا۔ اس مسدس کے ۱۳۶ بند یعنی ۴۰۸ اشعار ہیں۔ ہر شعر بے بدل ہے۔ طرز کلام یہ ہے۔

یاد ایامے کہ قلزم تن بہ طوفان دادہ بود
زورق روما بگرداب بلا افتادہ بود
ہم جہاز اہل جرمن بر کنار استادہ بود
تا گریک از خود خبر گیرد بغرق آمادہ بود
حسبنا اللہ گفتہ ما کشتی بآب انداختیم
حسبۃً للہ بکار ایں و آں پرداختیم

یہ تو اس مسدس کا پہلا بند ہے۔ مسلمانوں کے عروج کا نقشہ ایک بند میں یوں کھینچا ہے۔

بزم ما در بلخ بود ورزم ما در خاوراں
تاج ما در مصر بود و تخت ما در اصفہاں
پیل ما در ہند بود و رخش ما در سیستاں
تیغ ما در سند بود و نیزہ مازندراں
دشت موسیٰ گاہ میلزید از غوغائے ما
کوہ آدم گاہ سرے سود زیر پائے ما

اور اس کے بعد زوال کا نقشہ یوں ہے۔

حب قوم، و رحم خویشاوند، و مہر دوستاں
جوش غیرت، پاس عزت، آبروئے دودماں
درد ملت، صدق نیت، حفظ وضع خانداں
زیں فضائل ہم نیابی در گروہ مانشاں
ایکہ در عالم بگشتی ہم چو دیدستی شگفت
رخت مارا دزد برد و خانہ را آتش گرفت

یعنی یہ نادرہ کاری تمام جہانوں میں نہ ملے گی کہ چور تو سارا سامان لوٹ کر لے گئے اور پھر گھر کو آگ بھی لگ گئی۔ یعنی دنیوی اور دینی اقدار سب جاتی رہیں۔

غرضیکہ مسدس بسمل ایک نہایت فاضلانہ نظم ہے جو جا بجا تاریخی واقعات سے معمور ہے اور بلاغت اور زور کلام کا ایک مثالی شاہکار ہے۔ بقیہ صـ ۱۴

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

SUPPLIERS OF
CATERING MATERIAL
FOR WEDDINGS,
PARTIES AND OTHER
SOCIAL FUNCTIONS
ABBA

CATERING SUPPLIES
081 574 8275
081 843 9797

خطبہ جمعہ

ذکر الٰہی زبان پر بھی ہو اور دل میں بھی بسا ہو پھر آپ خدا کی طرف بلانے والے ہوں تو آپ کی دعوت میں ایک عظیم شان پیدا ہو جائے گی۔ ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جائے گی کہ کوئی دنیا کی طاقت اسکو رد نہیں کر سکے گی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۹۴ء مطابق ۱۲ شوال ۱۴۱۴ ہجری قمری / ۲۵ امان ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۰ (سورۃ المنافقون آیت ۱۰)

ذکر الٰہی پر ایک خطبات کا سلسلہ چل رہا تھا جو بیچ میں بعض دوسرے موضوع پر خطبات کے نتیجہ سے منقطع ہوا۔ اب اس کے غالباً تھوڑے حصے باقی ہوں گے کیونکہ جو بھی میں نے اس کے نوٹس تیار کئے تھے ان پر میں نے نظر ڈالی ہے اب غالباً ایک دو خطبوں کا مضمون اس سلسلے میں باقی ہو گا۔ ذکر الٰہی کا مضمون تو لامتناہی ہے مگر جن مختلف پہلوؤں سے میں جماعت کے سامنے اسے پیش کرنا چاہتا تھا وہ پہلو اب انشاء اللہ ایک دو خطبوں میں ختم ہو جائیں گے پھر اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس عبارت سے میں نے یہ مضمون اخذ کیا تھا اس عبارت کا آخری جملہ جو ہے اس کی تشریح میں پھر میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک نیا سلسلہ شروع کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہیں اموال یا تمہاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں

﴿ومَن يَّفعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الخٰسِرُونَ﴾

جو ایسا کرے گا وہ لوگ یقیناً گھاٹا کھانے والے ہوں گے۔ پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿فاعرِض عَن مَّن تَوَلّٰى عَن ذِكرِنَا وَلَم يُرِدْ اِلَّا الحَيٰوةَ الدُّنيَا﴾

اس شخص سے تو منہ موڑ لے جو اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا

﴿وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الحَيٰوةَ الدُّنيَا﴾

اور دنیا کے سوا اس کی کوئی بھی خواہش نہیں (ارادہ کا لفظ استعمال ہوا ہے) مراد اس سے یہی ہے کہ اس کی مراد دنیا رہ گئی ہے۔ اس کے سوا اس کی کوئی مراد نہیں۔

﴿ذٰلِكَ مَبلَغُهُم مِّنَ العِلمِ﴾

ان کے علم کا منتہیٰ یہ ہے جو علم کی پونجی ان کی ہے بس یہی کچھ ہے کہ دنیا کما لو اور سب کچھ حاصل ہو گیا۔ ﴿ذٰلِكَ مَبلَغُهُم مِّنَ العِلمِ﴾ میں درحقیقت اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ تمام انسانی علوم جو خدا کی یاد سے غافل ہوں ان کے وہ تمام علوم تمام تر دنیا کمانے کے لئے خرچ ہوتے ہیں اور اس پہلو سے آپ غیر مذہبی دنیا کے حالات کا جائزہ لے کے دیکھیں تمام تر علوم دنیا کمانے کے لئے خادم بنائے گئے ہیں اور کوئی بھی ایسا علم نہیں جو انسان کو خدا کی طرف لے جانے میں مدد کرے۔ پس ﴿ذٰلِكَ مَبلَغُهُم مِّنَ العِلمِ﴾ میں یہ بتایا ہے کہ ان کے علوم کا منتہیٰ یہ ہے جب یہ سائنسی تحقیقات کرتے ہیں تو ان کے پیچھے بھی دنیا کمانے کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور بڑی بڑی کمپنیاں اربوں روپیہ اس بات پر خرچ کرتی ہیں کہ کوئی چیز نئی ان کے سامنے آئے اور وہ سارا Trade Related ریسرچ کا پروگرام ہے یعنی جو دوسری دنیا سے تجارتیں کرتے ہیں اس کو ٹریڈ Trade کہتے ہیں اور چونکہ ٹریڈ کے ذریعے یہ بہت بڑی دنیا کی دولتیں کھینچتے ہیں اس لئے بہت بڑی بڑی ایجادات اسی مقصد سے ہیں کہ کسی طرح دنیا کمائی جائے۔ یہاں تک کہ اب بیماریوں میں بھی جتنی ایجادات ہیں ان کے تعلق میں جو ریسرچ ہو رہی ہے اس میں سے شاید ہی کوئی ایسی ہو جو مرض دور کرنے کی خاطر ہو۔ ورنہ اصل مقابلہ یہ ہے کہ کون پہلے ایسی دوا ایجاد کرے کہ جس کا کوئی مقابلہ دنیا میں نہ ہو اور تمام تر دنیا کی دولتیں ہم سمیٹ لیں۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہ ہوتا تو ایڈز AIDS پر جواب کچھ خرچ کرتے ہیں یہ بھی نہ کرتے۔ آخری مقصد ہر علم کا دنیا کمانا بنا ہوا ہے۔.....

[اس موقعہ پر کسی فنی خرابی کی وجہ سے چند جملے ریکارڈ نہیں ہو سکے]

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ﴾

علم کے تعلق سے یہاں اعلم کا لفظ بولا گیا یعنی ان کے علم کا تو یہ حال ہے۔ اللہ کے علم میں بہت باتیں ہیں اور اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے اس شخص کو جو اپنی راہ سے بھٹک گیا ہو۔

﴿وَهُوَ اَعلَمُ بِمَنِ اهتَدٰى﴾ اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے رستے پر ہو۔ تو مراد ہے یہ ضالین لوگ ہیں، گمراہ ہیں، رستے سے ہٹے ہوئے ہیں، ان کو اپنی بھی خبر نہیں ہے۔ جو علم تھا وہ دنیا کا نوکر کر دیا۔ اس لئے ان آیات میں ﴿فَاَعرِض عَن مَّن تَوَلّٰى﴾ کا مضمون کھول دیا گیا ہے کہ کیوں ان سے کنارہ کش ہو۔

قرآن کریم نے پہلے فرمایا، جیسا کہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی، کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اولاد زیادہ اہمیت رکھتی ہے اموال کا ذکر پہلے کیوں فرما دیا تو اس دوسری آیت نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ انسان کی زیادہ تر جدوجہد اموال کمانے میں ہے اور اولاد، اموال کے مقابل پر ایک ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہے جتنا انسان کے ذہن میں اموال گھوم رہے ہیں اس سے بہت کم اولاد گھومتی ہے۔ لیکن بعض صورتوں میں بعض لوگ اولاد پرست بھی ہوتے ہیں اس لئے وہ بہرحال استثناء ہیں ان کے ذہن میں ہر وقت اولاد کا تصور گھوم رہا ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیں اب تو مال کی محبت اتنی بڑھ چکی ہے کہ ساری دنیا میں آپ کو زیادہ تر لوگ مال کی محبت میں اتنا گم دکھائی دیں گے کہ اولاد کی ہوش نہیں رہتی۔ مجھ سے جو لوگ ملنے آتے ہیں بعض دفعہ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور بیگم سے پوچھتا ہوں کہ آپ کیا کر رہی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دونوں دنیا کما رہے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ مجبوری کے پیش نظر ہوتا ہے بعض غریب لوگ آتے ہیں انہوں نے قرضے اٹھائے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی حالت ہی کو درست نہیں کرنا بلکہ پچھلے رشتہ داروں کی بھی مدد کرنی ہے اس لئے وہاں یہ بات قابل فہم ہے وہاں ایک اعلیٰ مقصد ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ دنیا کمانے پر مجبور ہیں لیکن میں ان کی بات نہیں کر رہا ایسے لوگوں کی بات کر رہا ہوں جن میں سے ہر ایک اپنی ذات میں اتنا مستغنی ہے، یعنی اتنا خدا تعالیٰ کے فضل سے دولت کماتا ہے اور رکھتا ہے کہ اولاد کو ترک کر دینا اس کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ لیکن جب میں پوچھتا ہوں کہ بچوں کا کیا کرتے ہیں؟ تو جی بچوں کے لئے ہم نے بے بی سٹر (Baby Sitter) رکھا ہوا ہے۔ اب جس کے بچے بے بی سٹر کے سپرد ہو جائیں اور وہ آپ دنیا کی دولت کے سپرد ہو جائے اس بے چارے کی اولاد کا کیا بنے گا۔

ایک دفعہ مجھے مشرق وسطی سے ایک فون آیا کہ جی میں ایک کام کرتی ہوں سنا ہے آپ ناراض ہیں۔ میں نے کہا تمہارا نام لے کے تو ناراض نہیں ہوں مگر تمہارے حالات میں جاننا

ہوں تمہارا خاوند اچھا بھلا کماتا ہے تمہیں خدا نے بہت پیاری اولاد بخشی ہے تو کیوں تم اس کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔ اس نے کہا میں وعدہ کرتی ہوں آئندہ ایسا نہیں کروں گی۔ تو دنیا سے جو وسیع تعلق ہے خلافت کا اس کے نتیجے میں ساری دنیا ایک خاندان کی طرح بنی ہوئی ہے اور سب بے تکلف بات کرتے اور باتیں پہنچاتے ہیں۔ اسی لئے ان امور پر جتنی نظر خلیفہ وقت کی ہو سکتی ہے، خواہ کوئی بھی خلیفہ ہو بعد میں آنے والا یا پہلے گذرا ہوا، اتنی دنیا میں کسی اور منصب کو یہ معلومات نصیب نہیں ہوتیں۔ کیونکہ وہ ایک ذاتی تعلق سے جستجو بھی کرتا ہے اور لوگ از خود بھی اس تک اپنے حالات پہنچاتے ہیں۔ ان کی روشنی میں وہ انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والے مسائل جو شاید بعض دوسروں کے لئے حل کرنا دوبھر ہوں، ان پر مشکل ہوں، لیکن یہ تمام جماعت کی مدد سے از خود آسان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پس یہاں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ﴾ یہ کسی حکمت کے پیش نظر ہے یونہی اتفاقاً اموال کو پہلے اور اولاد کو بعد میں نہیں رکھا گیا اور ساتھ ہی دوسری آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ فرمایا

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾

کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے ذکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی مراد صرف دنیا رہ جاتی ہے۔ یہاں اولاد کا بھی ذکر نہیں کیا آخری منتہی بعض وجودوں کا صرف دنیا رہ جاتی ہے اس کے سوا کوئی ہوش نہیں رہتی۔ بلکہ ایسے باپ بھی دیکھے گئے ہیں جو کروڑ پتی ہوتے ہیں اور اپنی اولادوں کو پیچھے پھینکتے ہیں اور ان سے وہ اگر بیچ میں سے کچھ حاصل کرنا چاہیں تو ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اولاد کو دھکے دے کے خود برباد کر دیتے ہیں تو یہ وہ آخری مقام ہے جہاں تک انسان اپنی ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے ﴿وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ ان سے تعلق جوڑو گے تو پھر تمہارا بھی یہی حال ہو جائے گا ﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾ ان کا علم بھی سب کچھ دنیا کا خادم ہو چکا۔ ان سے کیوں تم تعلق نہیں توڑتے

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا﴾

پس حکم ہے کہ ایسے لوگوں سے اپنے تعلقات توڑ لو۔ ان سے الگ ہو جاؤ۔ کیونکہ جو نقشہ کھینچا گیا ہے ان لوگوں کا ہے جنہوں نے خدا سے تعلق توڑ لیا ہے اور کلیۃ دنیا کے ہو گئے ہیں۔ ان سے اگر میل جول بڑھاؤ گے، ان سے تعلقات رکھو گے تو تم پر بھی، تمہاری اولادوں پر بھی، دنیا کے بداثرات اس حد تک غالب آ سکتے ہیں کہ تمہیں انہی کی طرح دنیا کمانے کا شوق ہو جائے اور انہی کی طرح اپنی بڑائی ان باتوں میں دیکھو جو باتیں اللہ کے نزدیک بے معنی اور عارضی اور سطحی ہیں۔ اور اہل خرد جو خدا تعالیٰ کا تصور اور اس کی یاد رکھتے ہیں ان کے نزدیک یہ شیخیوں کی باتیں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتیں کہ کتنا کسی نے کیا کر لیا اور کس طرح وہ رہا۔ یہ عارضی دنیا کی باتیں ہیں اور ان پر لذتیں لے لے کر یا فخر سے انسان کا بیان کرنا یہ اس کی اپنی پستی کی علامت ہے۔ پس فرمایا کہ ایسے لوگوں سے تعلق رکھو گے تو خطرہ ہے کہ تم ویسے ہی ہو جاؤ گے۔ یہ کوئی انتقامی کاروائی نہیں ہے، کوئی بائیکاٹ نہیں ہے بلکہ ایک اور پہلو بھی اس میں ہے یعنی ایک تو بچنے کا پہلو ہے دوسرا خدا تعالیٰ کی محبت کا پہلو ہے جو ذکر الٰہی کی جان ہے۔

ایک شخص جس کا ذکر، اللہ ہو جس کی محبت اللہ کے ساتھ ہو، وہ ایسی مجلس میں کیسے بیٹھ سکتا ہے جس کا ذکر دنیا ہو اور دنیا ہی اس کی محبت ہو تھوڑی دیر کے بعد طبیعت منغض ہو جائے گی۔ انسان کہے گا کیسی باتیں کر رہے ہیں جو پیاری چیز ہے، سب سے زیادہ عشق کے لائق چیز ہے اس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ کا ذکر کریں گے تو ان کی آنکھوں سے یوں لگے گا جیسے روشنیاں بجھ گئی ہوں۔ اور دنیا کی باتیں کریں گے تو ایک دم دلچسپی شروع ہو جائے گی۔ ان کے ساتھ طبعاً جوڑ ہی کوئی نہیں ہے تو ﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى﴾ میں صرف حکم کے معنے نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کی روح بھی بیان فرما دی کہ تم اللہ سے محبت کرنے والے لوگ ہو تمہارا ان لوگوں سے دل کیسے لگ سکتا ہے اور پھر محبوب کی غیرت کا بھی سوال ہے۔ جس پیارے سے ان لوگوں نے منہ موڑ لیا ہے تم ان کے خوف سے ان سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ اگر ان کا تعلق اور ان کی رضا تم پر اتنی غالب ہے کہ ان سے تم منہ نہیں موڑ سکتے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ خدا سے تمہارے تعلق کے دعوے جھوٹے ہیں۔ ان معنوں میں اس مضمون کو سمجھیں۔ لیکن اس کا غلط مطلب نہ لیں کیونکہ ظاہری تعلق اور ہمدردی بنی نوع انسان میں یہ احکامات مانع نہیں ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت پر غور کریں تو ہر چھوٹے بڑے سے آپ کا تعلق تھا یہاں وہ تعلق مراد نہیں ہے۔ جن معنوں میں تعلق توڑنے کا حکم ہے اس معنے میں یعنی اس معنے کے اظہار میں ایک بہت فصاحت و بلاغت ہے۔

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى﴾ یعنی تمہارا قبلہ اور ہو جائے، تمہارا رخ بدل جائے۔ ان کی طرف پیٹھ کر لو جنہوں نے خدا کی طرف پیٹھ کی ہوئی ہے اور اپنا قبلہ درست رکھو۔ پس ان کے مقاصد میں ان کے شریک نہ ہو۔ ان سے ایسا پیار کا تعلق نہ باندھو کہ تمہارا بھی وہی قبلہ دکھائی دینے لگے جو ان کا قبلہ ہے۔ تمہاری بھی وہ تمنائیں بن جائیں جو ان کی تمنائیں ہیں۔ وہی مرادیں تمہاری ہو جائیں جو ان کی مرادیں ہیں۔ پس ان معنوں میں ذکر الٰہی کا ایک تقاضا ہے جس کے نتیجے میں ہمیں اپنی مجالس کو درست کرنا چاہئے اور اگر مجالس درست نہیں ہیں تو اس آئینے میں اپنا منہ دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ آیت کا آئینہ اتنا شفاف ہے اور اتنا کھلا کھلا ہے کہ آپ کے دل کے پاتال تک آپ کی تصویر آپ کو دکھاتا ہے۔ پس جہاں طبعی طور پر بعض لوگ بعض خاندانوں کی طرف اس لئے دوڑتے ہیں کہ وہ دولتمند ہیں اور اس کے سوا ان کے پاس بیٹھنے میں ان کو کوئی مزہ نہیں۔ بعض ایسے خاندان بھی ہوتے ہیں ایسے امراء بھی ہوتے ہیں جن کی دماغی حالت اتنی پست ہوتی ہے اور ان کے ذوق اتنے گھٹیا ہوتے ہیں کہ ان کے پاس چند منٹ بیٹھنا بھی ایک عذاب بن جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس بعض دیکھے ہیں جو دن رات وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ اور صرف یہ مزہ آ رہا ہے کہ ایک امیر کے ساتھ ہمارا تعلق ہے اور دنیا دیکھے گی کہ ان کے ساتھ اس کا آنا جانا ہے، ان میں اٹھنا بیٹھنا ہے۔ تو یہ اس حکم کے منافی ہے اور یہ مراد ہے کہ ان میں اپنی عزتیں نہ ڈھونڈو۔ ان کے ساتھ تمہاری لذتیں وابستہ نہیں ہیں، نہ ہو سکتی ہیں۔ ان کے ذوق مختلف ہیں، ان کے قبلے الگ ہیں۔ پس اللہ کے ذکر کے تقاضوں کو ایک عاشق کی طرح پورا کرو اور جس طرح محبت کرنے والا یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کا ذکر خیر کرنے والے لوگ ہوں ان میں وہ بیٹھ کر لذت پاتا ہے اسی طرح اپنے لئے صحبت صالحین اختیار کرو۔ یعنی خلاصۃً آخری بات یہ بنتی ہے مگر صحبت صالحین کا مضمون نسبتاً خشک ہے یہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع مضمون ہے یا دوسرے لفظوں میں بہت گہرا مضمون ہے کہ جہاں محبت ہے وہیں بیٹھو، ان لوگوں میں بیٹھو جن کو اس سے محبت ہے جس سے تمہیں محبت ہے۔ اور یہ ایک طبعی بات کا تقاضا ہے کوئی بیرونی حکم نہیں ہے۔ اگر اس کو نہیں سمجھو گے تو ضائع ہو جاؤ گے اور رفتہ رفتہ تمہارا رخ پلٹنے لگے گا۔

اپنی نمازوں میں خدا کی یاد کا دودھ بھریں پھر دیکھیں آپ کتنی ترقی کرتے ہیں

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ روایت مجمع البیان فی تفسیر القرآن سے لی گئی ہے زیر تفسیر سورۃ الجمعۃ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

> "جس نے خدا کو بازار میں یاد کیا جب کہ لوگوں کو ان کی تجارت اور دیگر کاموں نے خدا سے غافل کر دیا ہو اس شخص کے لئے ہزار نیکی لکھی جائے گی اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی بخشش کا سلوک فرمائے گا جس کا خیال بھی کسی دل پر نہیں گذرا۔"

اس حدیث کا مضمون چونکہ اس آیت کریمہ سے وابستہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس لئے قطع نظر اس کے کہ یہ کتاب نسبتاً ثانوی حیثیت کی معتبر کتاب ہے یا اس کے راوی مضبوط ہیں کہ نہیں یہ بنیادی اصول تسلیم کے لائق ہے کہ جس حدیث نبوی کی بنیاد کسی قرآنی آیت میں دکھائی دے جائے اس کہ یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا راوی کمزور ہے اور اس حدیث کی تو بڑی کھلی کھلی بنیاد اس آیت کریمہ میں نظر آ رہی ہے۔ بازاروں میں جب کہ تجارت کا ماحول ہے لوگ جو بازار میں سودا خریدنے جاتے ہیں کم ہی ہوں گے جنہیں خدا یاد آتا ہو گا۔ عورتیں ہیں ان کو کسی اور عورت کے کپڑے یاد آ رہے ہوتے ہیں کہ ایسی چیزیں میں نے وہاں دیکھی تھیں اگر وہ فرنیچر کی دکان میں ہیں تو کسی کے گھر کا فرنیچر یاد آ رہا ہوتا ہے کہ اتنا اچھا ہم نے وہاں دیکھا تھا اس سے بڑھ کر خوبصورت چیز خریدیں۔ غرضیکہ ہر شخص کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق کچھ چیزیں ضرور یاد آتی ہیں اور وہ شاپنگ میں یعنی سودا خریدنے میں اس کے لئے راہنمائی کا کام کر رہی ہوتی ہیں۔ گویا کہ ایک دوست اندر اندر ان کو مشورے دے رہا ہوتا

DISTRIBUTORS OF PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT YOGURT
MANGOES & SEASONAL FRUIT
AND VEGETABLES

ZAHID KHAN
081 949 1044
IMMEDIATE DELIVERY
ANYWHERE IN LONDON

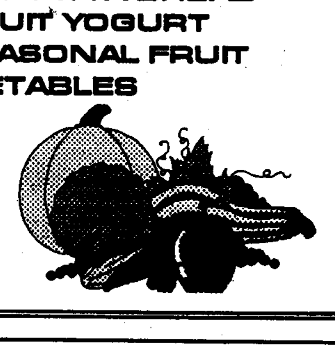

ہے کہ ہاں یہ ویسی چیز ہے یہ ویسی ہے یا ویسی نہیں ہے اس لئے اس معاملے میں یہ طریق اختیار کرنا چاہئے تو ہر شخص اپنے جذبات، اپنے دماغ کا تجزیہ کر کے دیکھے تو وہ معلوم کرے گا کہ جو میں بتا رہا ہوں بالکل درست اسی طرح ہوتا ہے۔ خدا کو کتنے یاد کرتے ہیں یا خدا سے غافل لوگوں کو دیکھ کر کتنے ہیں جن کے دل میں درد پیدا ہو جاتا ہے یہ کیسی دنیا ہے۔ دنیا کے ہنگامے، تجارتوں میں مصروف، تجارتوں کی خاطر جھوٹ بولے جا رہے ہیں۔ ملمع کاریاں ہو رہی ہیں اور اس طرح گرتے ہیں جیسے مکھی گند پر گرتی ہے۔ اس طرح لوگ ان چیزوں پہ ٹوٹے پڑتے ہیں گویا کہ ساری زندگی، ساری ان کی کائنات یہی کچھ ہے۔ ﴿ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ﴾

ایسی صورت میں خدا کو کون یاد کرتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہاں یاد کرو گے اور طبعاً محبت سے یاد کرو گے تو پھر پتہ چلے گا کہ حقیقی عاشق کون ہے۔ پھر اس چھوٹی سی نیکی کا، جو بظاہر بے محل ہے، محل کی نیکی سے بھی زیادہ شمار ہو گا کیونکہ جب نماز کے لئے آپ مسجد میں آتے ہیں تو وہاں خدا ہی کو یاد کرنا ہے۔ مگر وہاں بھی بعض لوگ بازار ہی یاد رکھتے ہیں۔ یہ بھی ایک بات ہے اس لئے ان موقعوں پر اپنے ذکر الٰہی کی نگرانی کریں اور ان کی حفاظت کریں۔

اللہ کے ذکر کے تقاضوں کو ایک عاشق کی طرح پورا کرو اور جس طرح محبت کرنے والا یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے محبوب کا ذکر خیر کرنے والے لوگ ہوں ان میں وہ بیٹھ کر لذت پاتا ہے اسی طرح اپنے لئے صحبت صالحین اختیار کرو

یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شخص کو مسجد میں بازار یاد آجائے وہ گنہگار ہے۔ مختلف مراحل ہیں، سلوک کی منزلیں ہیں۔ تعلق ایک طرف سے ٹوٹتے ٹوٹتے، ٹوٹتے ہیں۔ دوسری طرف جڑتے جڑتے، جڑتے ہیں۔ اس لئے کوئی بعید نہیں کہ ایک انسان نیک متقی ہو اور نیت یہی ہو کہ وہ ذکر سے اپنے رب کو کمائے مگر دنیا کے تعلق پھر حملہ کر کے بار بار اس پر یورش کرتے ہوں اور اسے غافل کر دیتے ہوں۔ لیکن ایک جہاد کی ضرورت ہے ایک ایسے جہاد کی جس کے لئے آپ اپنی تمام صلاحیتوں کو مستعد کر لیں اور یاد رکھیں کہ یہ حملوں کے مقامات ہیں۔ پس جس کو بازار میں خدا یاد آتا ہو اس کی نیکی اس لئے زیادہ ہے کہ اسے مسجد میں بازار کیسے یاد آسکتا ہے۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ جہاں دنیا خدا بھول جاتی ہے وہاں اس نے خدا کو یاد رکھا تو جہاں جاتے ہی خدا کو یاد کرنے کے لئے ہیں اس بے چارے کو وہاں کہاں بازار میں یاد آجاتا ہے۔ اس لئے یہ اس کنارے کی بات ہے جہاں خدا کا ذکر عموماً نفسیاتی کیفیتوں کے مطابق نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں جو نیکی ہے وہ یقیناً بہت بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ پس یہ کوئی مبالغہ آمیز روایت نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب فرمادی گئی ہو یہ ان روایتوں میں سے ہے جہاں ایک نیکی کو ہزار نیکی کہا جائے تو ہرگز بعید نہیں ہے۔

پھر اس کے ساتھ جو مزید عنایت ہے وہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایسی بخشش کا سلوک فرمائے گا جس کا خیال بھی کسی دل پر نہیں گذرا۔" اب یہ الفاظ بھی جیسا کہ احادیث کو بار بار پڑھنے سے انسان سچی اور پاک احادیث کے مضمون سے ہم مزاج ہو جاتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ الفاظ بھی یقیناً حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ہیں۔ ایسے بازار کی بات ہو رہی ہے جہاں لوگوں کے دل میں خدا کا خیال ہی نہیں گذرتا تو اس کے مطابق خدا کی شان مغفرت اس طرح ظاہر ہوتی ہے فرماتا ہے میں تمہارے سے ایسی بخشش کا سلوک کروں گا کہ کسی انسان کا خیال بھی نہیں جاسکتا۔ جہاں کسی انسان کا خیال نہیں جاسکتا تھا تم نے مجھے یاد کیا۔ اب میں تم سے وہ سلوک کروں گا کہ کسی انسان کا، تمہارا بھی، خیال نہیں جاسکتا کہ میں کیسے کیسے تم سے مغفرت کا سلوک فرماؤں گا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس ضمن میں انسان اگر اپنے گناہوں پر نظر ڈال کر دیکھے تو پورے گناہوں پر اس کا احاطہ ہی نہیں ہوسکتا۔ زندگی کا اکثر حصہ ایسا ہے جس میں کوئی نہ کوئی گناہ سرزد ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پس وہ ساری چیزیں جو نظروں سے اوجھل ہیں وہاں ان کے لئے استغفار کر ہی نہیں سکا۔ جب استغفار کرتا ہے تو بعض موٹے موٹے گناہ، بعض بڑی بڑی غلطیاں اور خاص طور پر وہ جو تازہ ہوں اور ان سے بھی بڑھ کر وہ جن کے پکڑے جانے کا خطرہ ہو وہاں تو انسان خوب استغفار کرتا ہے لیکن جہاں دنیا کی نظر میں نہ پکڑا گیا ہو اور خدا کی پکڑ کی نظر باقی ہے وہاں دل میں وہ جوش ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اکثر لوگ عموماً استغفار کے لئے اس وقت لکھتے ہیں جس سے مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ جب ابھی دنیا کی پکڑ کا خوف ان کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہوتا ہے۔ اور ایسا گھبرا گھبرا کر پھر خط لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اگر ان کو یقین ہو جائے کہ دنیا معاف فرمادے گی تو پھر وہ جو اللہ کے لئے بخشش کی بے حد طلب پیدا ہوئی ہے وہ نرم پڑ جائے گی۔ یعنی شکر ہے الحمد للہ بات ٹل گئی اب اللہ معاف فرمائے نہ فرمائے یعنی منہ سے تو نہیں کہیں گے لیکن اپنی نفسیاتی کیفیت کا جائزہ لیں تو بات تو یہی بنتی ہے اس کے سوا بات کوئی نہیں ہے۔ تو ان کے لئے بھی دعا تو کی جاتی ہے لیکن یہ بھی دعا ہوتی ہے اللہ ان کو مستقل اپنی مغفرت کی طرف متوجہ فرمائے اور وہ گناہ جن میں دنیا کی پکڑ سے بچ نکل چکے ہیں جو ماضی کا حصہ بن چکے ہیں ان میں بھی یہ خدا کی طرف مغفرت کے لئے مائل ہوں اور استغفار کریں۔

بہرحال ذکر الٰہی کا جو بازار سے تعلق ہے تعلق تھا اس کے متعلق میں نے آپ کے سامنے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جو حدیث رکھی ہے اس میں ذکر الٰہی کے تعلق میں بہت ہی گہرا اور پیارا مضمون ہے اور اس کا بخشش سے تعلق بھی ظاہر فرمایا گیا ہے کہ ذکر الٰہی کا بخشش سے ایک تعلق ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس اس ضمن میں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"دوسرے یہ بات حال والی ہے۔ قال والی نہیں۔ جو شخص اس میں پڑتا ہے وہی سمجھ سکتا ہے۔ اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے۔ اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔"

ذکر الٰہی کا استغفار سے ایک بڑا گہرا تعلق ہے جس تعلق کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ان کو نہیں سوجھ سکتیں جو ان حالات سے گذرے نہ ہوں۔ جو ان حالات سے گذرتے ہیں وہی اس معرفت کو پاتے ہیں اور وہی ہیں جو بیان بھی کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو خدا کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھ رہا ہو اسے غلطی کی جرأت ہی نہیں ہوسکتی۔ جو ہر وقت سامنے دیکھے کوئی نگران میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اسے کیسے توفیق مل سکتی ہے یا جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ اس کی نافرمانی کرے جس کو مقتدر ہستی سمجھتا ہے سب سے غالب اور پکڑ میں سب سے سخت بھی سمجھتا ہے۔ تو خدا سے غیوبیت ہے جو گناہ کرواتی ہے اور مومن بھی ہر حال میں ہر وقت خدا کے سامنے نہیں رہتا یعنی خدا کے سامنے تو رہتا ہے لیکن اپنی دانست میں خدا کے سامنے نہیں رہتا۔ اس لئے گناہ غیوبیت کا نام ہے۔ دراصل خدا سے دوری کا نام ہی گناہ ہے۔ وہ دوری عارضی ہو تو عارضی گناہ ہے۔ وہ دوری مستقل بن جائے تو ہمیشہ کا گناہ ہے ساری زندگی گناہ بن جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو نظم ہم اکثر سنتے ہیں "سبحان من یرانی" اس میں یہی مضمون ہے ہر نعمت کے ذکر کے بعد یہ فرمایا ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو مجھے دیکھ رہی ہے۔ پس اس نظم کو پڑھیں اور بار بار پڑھ کے دیکھیں پھر اس فقرے کی سمجھ آئے گی کہ:

"دوسرے یہ بات حال والی ہے قال والی نہیں"

میں جو کہہ رہا ہوں میں اس حالت سے گذر رہا ہوں کہ ہر وقت میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے جلال کے سامنے میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میری مجال کیا ہے کہ میں کوئی گناہ کروں۔

پس اس حال کے مطابق میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ ذکر الٰہی کا بڑا فائدہ اور بہت بڑی منفعت اس بات میں ہے کہ انسان خدا کی روشنی کے سامنے زندگی بسر کرتا ہے اور اس سے اس کے گناہ کٹ جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے اس طریق پر وہ گناہوں سے بچا رہے گا۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے ایک تاجر نے ستر ہزار کا سودا لیا اور ستر ہزار کا دیا مگر ایک آن بھی خدا سے جدا نہیں ہوا۔ پس یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ﴿لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ﴾

M.A. AMINI TEXTILES
SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED CRIMPLENE, 90" PRINTED COTTON, QUILT COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS, BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888 - FAX NO. 0274 720 214

اسی آیت کی تفسیر ہے جو میں نے پڑھی تھی۔ اسی تفسیر کے تعلق میں حدیث نبوی بیان کی جس میں یہ ذکر ملتا ہے کہ بازار میں یاد کرنے والے کا ایک بہت بڑا مرتبہ ہے اور وہی مضمون مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تذکرۃ الاولیاء کے حوالے سے یوں بیان فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ستر ہزار کا دیا اور ستر ہزار کا لیا۔ یعنی سودا ایسا کیا کہ کچھ خریدا، کچھ بیچا۔ لیکن ایک آن بھی خدا کے خیال سے غافل نہیں رہا۔ اب ایسا شخص جب تاجر بنتا ہے تو تجارت کی دنیا میں امن کی ضمانت ہو جاتی ہے اور اگر سارے تاجر ذکر الٰہی کرنے والے ہوں تو سارے خوف جو تجارت سے تعلق رکھتے ہیں، دنیا سے اٹھ جائیں اور مال بجائے اس کے کہ دنیا کمانے کا ذریعہ بن جائے اللہ تعالیٰ کمانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص جو ذکر الٰہی کرتے وقت سودے کرتا ہے، اس کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ساتھ ساتھ جھوٹ بول رہا ہو کہ خدا کی قسم میں نے تو اتنے کا خریدا تھا میں تمہیں اتنے میں بیچ رہا ہوں اور یہ جو منظر ہے یہ آپ کو بعض مسلمان ممالک میں بھی عام دکھائی دیتا ہے اور بڑی دردناک بات ہے کہ مسلمان ممالک میں دوسروں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ باقی تو خدا کے ذکر سے اتنا دور جا چکے ہیں کہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے جھوٹ بولنے کے لئے بھی خدا یاد نہیں آتا۔ لیکن مسلمانوں بے چاروں میں اتنی بات تو ہے کہ جھوٹ کے وقت، ذاتی غرض کے لئے خدا ضرور یاد آجاتا ہے، کچھ تو ہے بہرحال۔

گرچہ ہے کس کس برائی سے بھلے بایں ہمہ

برائی سے ہی لیتے ہیں مگر نام تو یاد رکھتے ہیں اللہ کا۔ تو برے وقتوں میں ہی سہی مگر جب جھوٹ کے لئے اور فساد کے لئے اور دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے خدا کا نام لیا جائے تو ایک بڑی مکروہ حرکت ہے بہت بڑا گناہ ہے لیکن ایسا ہوتا ہے۔ تو ان معنوں میں یاد نہیں کرنا جن معنوں میں خدا کا نام لے کر قسمیں کھا کر جھوٹے سودے بیچنے ہوں۔ ان معنوں میں یاد کرنا ہے کہ خدا کو سامنے دیکھنا ہے جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے اور پھر جو سودا کریں گے وہ ہر سودا سچا سودا ہوگا۔ اس میں کوئی کھوٹ نہیں ہوگی۔ کوئی دھوکہ شامل نہیں ہو سکتا۔ تمام دنیا کے تجارتی تعلقات اگر اصلاح پذیر ہو جائیں تو باقی معاملات میں بھی دنیا میں امن آجائے گا کیونکہ اصل انسان کا جو سب سے اعلیٰ مقصد ہے وہ اپنی بقا کے لئے زیادہ سے زیادہ ذرائع اکٹھے کرنا ہے اور تجارت اس میں ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ صرف ایک نہیں تجارت کی بنیاد تو بہرحال ایگریکلچر پر بھی ہے اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ جو دنیا کے تعلقات ہیں ان میں تجارت ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو ہل چلاتے وقت بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور جب دانے پھینک رہے ہوتے ہیں تو اس وقت بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں جب اپنی فصلوں کو اگتی ہوئی دیکھتے ہیں تو ان کی روئیدگی کو دیکھ کر بھی ان کو خدا یاد آتا ہے جب ان میں کوئی بیماری پڑتے دیکھتے ہیں تب بھی دعائیں کرتے ہیں اور ان کو خدا کے فضلوں کا پانی بھی دیتے ہیں۔ صرف عام پانی نہیں دیتے۔ ان معنوں میں پھر ساری زراعت بھی ذکر الٰہی سے معمور ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے پہلے بھی غالباً بیان کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ سندھ میں آپ دورے کے لئے گئے تو بعض بہت اچھے اچھے منیجر تھے اور ایسے تجربہ کار، تعلیم یافتہ جن کی فصلیں نمایاں طور پر ان کے علم اور تجربے کی مناسبت سے زیادہ اچھی ہونی چاہئے تھیں مگر ان کے مقابل پر ہمارے مولوی قدرت اللہ صاحب بھی محمود آباد میں منیجر تھے۔ ان کی فصلیں دیکھیں تو لہلہاتی ہوئی سرسبز و شاداب اور جو دوسری فصلیں تھیں ارد گرد زمینداروں کی نہ وہ مقابلہ کر رہی تھیں نہ دوسرے منیجروں کے نیچے پلنے والی فصلیں۔ تو حضرت مصلح موعود نے تعجب سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ نے کیا ترکیب کی ہے آپ تو مولوی کہلاتے ہیں آپ کو تو کوئی اتنا بڑا زراعت کا تجربہ بھی نہیں، آپکی اچھی ہیں اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی آپ سے کم تر ہیں۔ انہوں نے کہا صرف ایک بات ہے کہ میں نے ہر کھیت کے کونے پر نفل پڑھے ہیں ایک ایک کھیت پہ دعائیں کی ہیں اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا۔ اس کو کہتے ہیں ذکر الٰہی۔ وہ تجارت میں بھی ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں۔ کھیتی باڑی میں بھی ذکر الٰہی کر رہے ہوتے ہیں اور مولوی منشی عبداللہ صاحب جو مولوی عبداللہ صاحب کہلاتے تھے ان کا ذکر الٰہی دعوت الی اللہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ دن رات دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود بتایا کرتے تھے کہ جب وہ کھیت میں ہل چلا رہے ہوتے تھے تو کسی کو بلا لیتے تھے کہ بھئی یہ کتاب تھوڑی سی پڑھ کے سنا دو میں تو ہل چلا رہا ہوں تو تم یہ پڑھو۔ اور کبھی کسی ہل چلاتے ہوئے کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور اس کو کہتے تھے کہ تمہیں پڑھنا لکھنا آتا ہے میں تمہارا ہل چلاتا ہوں تم یہ کتاب پکڑ لو اور یہ مجھے سناؤ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تازہ تحریر یا "الحکم" کی کوئی عبارت وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے اور اس طرح اللہ کے فضل سے ان کو بڑے پھل لگے ہیں۔ ہر سال سو بیعتوں کا وعدہ کروایا اور تادم آخر اس پر قائم رہے اور ضرور وہ وعدہ پورا کر دیا کرتے تھے۔

آجکل دوست مجھے خط لکھ رہے ہیں کیونکہ بہت سی جماعتوں میں دعوت الی اللہ کا ایسا رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ کثرت سے لوگوں نے وعدے کئے ہیں کہ ہم اتنے احمدی ضرور بنائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کی توفیق سے بہت بڑھ کر سابق سالوں میں اپنے وعدے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائی نتیجہ یہ نکلا کہ اب انہوں نے اور بھی بڑھا چڑھا کر وعدے کر لئے ہیں کہ جی اللہ پہ توکل ہے اور اس توکل کی ایک بناء ہے۔ پہلے جب انہوں نے وعدے کئے تھے تو ان وعدوں کے مطابق محنت کی تھی اور محنت سے آگے جو بات پڑی ہوئی تھی جو ان کی محنت کی حد سے باہر تھی وہ خدا نے ان کو پہنچا دی۔ اپنے فضل سے عطا کر دی۔ تو ان کا حق ہے کہ بڑھ چڑھ کر وعدے کریں۔ جو طاقت ہے وہ محنت کر رہے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ باقی دعا سے کمی پوری ہوگی اور بعض لوگ ہیں جو دعا کے لئے لکھ رہے ہیں لیکن ساتھ محنت کوئی نہیں۔ تو میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگر خدا ایک زمیندار کی کھیتی میں دعاؤں کی برکت سے عام دنیا کے قانون سے ہٹ کر غیر معمولی برکت دے سکتا ہے، اگر ایک تاجر کی تجارت میں اس کی دعا اور ذکر الٰہی کی برکت سے غیر معمولی برکت ڈال سکتا ہے تو وہ اپنے کام میں کیوں برکت نہیں ڈالے گا۔ یہ زراع تو وہ ہیں جو اس کی کھیتی لگا رہے ہیں اس کے بیج بو رہے ہیں پس ذکر الٰہی کے ساتھ یہ بیج بوؤ۔ اور محنت کرو اور پھر دعائیں کرو تو ہرگز بعید نہیں کہ جن باتوں کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے جن اعداد و شمار کو پورا کرنے کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سے بڑھ کر تمہیں عطا کر دے اور گزشتہ سالوں میں بہت سے ایسے ملک ہیں جہاں اخلاص کے ساتھ یہ وعدے کئے گئے اور محنت کی گئی اور ان سب کی توقعات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ پس ذکر الٰہی کا اس مضمون سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے اپنی دعوت الی اللہ کو ذکر الٰہی سے معمور کر دیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ذکر الٰہی صرف ایک غرض کی خاطر موقعہ پر نہیں کیا جاتا بلکہ ذکر الٰہی ہر موقع میں خود داخل ہو جاتا ہے اگر اس کے فرق کو آپ نے نہ سمجھا تو آپ غلط رستے پر چل پڑیں گے۔ اس لئے ذکر الٰہی نہیں کرنا کہ کھیت بڑھیں بلکہ اصل بات مولوی صاحب کی یہ تھی کہ ان کو عادت تھی نفل پڑھنے کی اور وہ رہ نہیں سکتے تھے نفل کے بغیر۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کچھ سفر کر کے دیکھے ہیں بے حد دعا گو اور نفل پڑھنے والے بزرگ تھے تو کھیتوں میں جاتے تھے کھیت دیکھے، ساتھ چلو اچھا ہے وقت ملا ہے تھوڑا سا، دو نفل ہی پڑھ لیں تو ان معنوں میں جب نفل پڑھتے تھے تو کھیتی پر بھی رحم آجاتا تھا اس کے لئے بھی دعائیں مانگ لیتے تھے تو یہ نہیں تھا کہ تجارت کی خاطر خدا کو یاد کیا گیا ہے جس کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے ایسا شخص مراد نہیں ہے۔ فرمایا ہے ذکر الٰہی ایسا اس پر غالب ہے کہ جب توجہات کو بازار اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس وقت بھی ذکر الٰہی اس پر قبضہ کئے رہتا ہے اور بار بار چھین کر بازار سے ان توجہات کو اپنی طرف کر لیتا ہے۔ ایسا شخص جب ذکر الٰہی کرتا ہے پھر تجارت کے لئے بھی دعا دل سے نکل ہی جاتی ہے اور اگر نہ بھی نکلے تو ایسے شخص کی دعا بعض دفعہ اس کی ضرورت ہی بن جاتی ہے اور بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والا ہو اس کی ضرورت خود دعا بن جاتی ہے۔ وہ لفظوں میں اس کو ڈھالے یا نہ ڈھالے۔

اپنی دعوت الی اللہ کو ذکر الٰہی سے معمور کر دیں

پس ایسے ذکر الٰہی کے عادی بن جائیں کہ آپ کی ضرورتیں آپ کی دعا بن جائیں۔ آپ کے بازار زندہ ہو جائیں آپ کے کھیتوں میں نئی زندگی دکھائی دینے لگے جو آسمان سے اترتی ہے اور ہر احمدی کے ہر کام میں برکت پڑے اور یہ ذکر الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں"

میرے ذہن میں یہ عبارت اس وقت نہیں تھی جب میں نے یہ بات کی ہے کیونکہ یہ ابھی

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS,
CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS
PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882 - MOBILE: 0860 418 252

پڑھنے ہی لگا تھا۔ یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک طبعی نتیجہ ہے جس طرح اس پر غور کرتے ہوئے میرے دل سے خود بخود یہ مضمون پھوٹا ہے اس کے سوا کوئی مضمون بنتا ہی نہیں ہے۔
چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے معاً بعد فرماتے ہیں جو شخص بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں ہے۔

”اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے۔ کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔“

اور مردوں سے بڑھ کر زیادہ تر عورتوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ پھر جہاں بھی ہوں گے جس حال میں ہوں خوشیوں کا موقع ہو یا اور کسی کام میں مصروفیت۔ اگر گھر میں بیمار بچہ چھوڑا ہوا ہے تو بیمار بچہ ہی دماغ پر غالب رہے گا۔

”اسی طرح پر لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں۔ وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے“

بہت پیاری بات ہے۔ فرماتے ہیں کہ عام لوگوں کے رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے کیونکہ وہ ہنستا بھی ذکر الٰہی کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ بھی اللہ کا پیار اور اس کی محبت وابستہ ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عبدالقادر جیلانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے بزرگ کہلاتے ہیں اور ہیں بھی۔ آپ کی دعائیں قبول ہوتیں اور بڑے بڑے اعجاز آپ سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن آپ کو کپڑوں کا اتنا کیا شوق ہے؟ اتنے خوبصورت کپڑے پہنتے ہیں اتنا اچھا لباس رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر یہ پہن اور یہ پہن۔ میں وہ نہیں پہنتا۔ یہ ہے ضرورت کا دعا بننا اور پھر دعا کا قبول ہو جانا۔ ہر ایک کو کیوں نہیں خدا ایسے کہتا۔ حضرت عبدالقادر سے برتر بزرگ انبیاء تھے ان کے متعلق یہ بات نہیں ملتی۔ معلوم ہوتا ہے بچپن سے دل میں ایک نفاست بھی تھی اور کپڑے اچھے لگتے تھے اور خدا کی خاطر سب کچھ بھلا دیا تھا۔ پس جس نے خدا کی خاطر اپنی ایک گہری تمنا کو بھلا دیا اللہ نے اس تمنا کو نہیں بھلایا۔ اور وہ خود فرماتا تھا کہ اے عبدالقادر یہ کپڑا پہن یہ تجھے اچھا لگے گا۔ اور یہ دنیا کے عام تعلقات میں بھی بات دیکھی گئی ہے۔ بعض بیبیاں خاوندوں سے مطالبے نہیں کرتیں تو وہ ماں باپ اگر توفیق رکھتے ہیں اور ذہین ہوں تو وہ خود دیکھ کر کہتے ہیں اگر ماں ہے تو بیٹی کو کہے گی بیٹی یہ کپڑا تم پر اچھا لگے گا یہ ضرور لے لو۔ بعض بیاہ شادی کے بعد غریب گھروں میں چلی جاتی ہیں یا ان کے خاوند بعد میں غریب رہ جاتے ہیں تو ان کی مائیں بھی اس بہانے سے کہ ان کی غیرت کو ٹھیس نہ لگے کوئی چیز پسند کر کر کے ان کو دیتی ہیں۔ یہ سارے محبت کے رشتے ہیں اور ذکر الٰہی کی جان محبت ہے اگر محبت نہ ہو تو منہ کے ذکر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ صرف تسبیح پھیرنے والی بات ہے۔ تسبیح کے دانوں سے خدا ہاتھ نہیں آتا بلکہ جو خدا کا ذکر کرتا ہے وہ تسبیح کے دانے بن جاتا ہے اسے دیکھ کر لوگ خدا یاد کرتے ہیں وہ ایک خدا نما وجود بن جاتا ہے اور یہ بات اللہ کی محبت کے بغیر انسان کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں“

یعنی رونے میں اتنا ثواب نہیں جتنا عارف کے ہنسنے میں ہے۔
کیوں؟

وہ بھی تسبیحات ہی ہوتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں رنگین ہوتا ہے یہی مفہوم اور غرض اسلام کی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۱۹ تا ۲۱۔ یہ لمبی عبارت تھی وہاں سے لی گئی تھی)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر الٰہی میں سب سے زیادہ نمازوں پر زور دیتے تھے اور نماز ہی کو ذکر کا معراج بتاتے تھے نماز ہی کو ذکر کی جان قرار دیتے تھے۔

آج مجھے یہ کہا گیا ہے کہ بعض تربیتی اجتماعات ہیں یا جلسے ہیں، ان کے ذکر میں میں اب ان کو نماز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک اعلان ہے جماعت ہائے احمدیہ بورکینا فاسو کے لئے۔ بورکینا فاسو افریقہ کا ایک فرانسیسی بولنے والا ملک ہے ان کا آج ۲۵ مارچ سے جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے جو انشاء اللہ ۲۷ مارچ بروز اتوار تک جاری رہے گا ان کے ہاں بھی ڈش انٹینا لگا ہوا ہے وہ کہتے ہیں ہم بھی پروگرام دیکھتے ہیں اور ہماری جماعت کی بڑی حوصلہ افزائی ہوگی اگر اس موقع پر آپ ہمارا ذکر بھی کر دیں۔ دوسرا جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ ہیں۔ پاکستان کی اضلاع کی جماعتوں میں سیالکوٹ کو ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے ان کے ہاں خدام اور اطفال کا ضلعی اجتماع ۲۴ مارچ سے شروع ہوا تھا اور آج اختتام کو پہنچا ہے۔ پہنچ چکا ہو گا غالباً سوائے اس کے کہ انہوں نے رات کی مجلس لگانی ہو اور اس خطبے میں اپنا نام سننا ہو تو بہر حال میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بیٹھے ہوں گے اس وقت اور سن رہے ہوں گے۔

ذکر الٰہی کے لئے نماز ایک برتن ہے۔

ان دونوں کو میری پہلی نصیحت تو یہی ہے کہ ذکر الٰہی کے لئے نماز ایک برتن ہے اگر ذکر الٰہی دل میں پیدا ہو تو نماز سے انسان الگ ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ برتن ہے تو پھر اسے ذکر سے بھریں اور خالی نہ رہنے دیں۔ یہ دو پہلو ہیں جن کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اگر اللہ کی محبت ہے دل میں پیار ہے اور ذکر سے دل بسا ہوا ہے تو نمازوں سے غفلت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ نمازیں تو ذکر کا معراج ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح خدا کو یاد کیا اور جس جس پہلو سے یاد کیا اور جسم نے کس طرح روح کے ساتھ مطابقت کی۔ یہ سارا مضمون دہرایا جاتا ہے ہر نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ نماز دہرائی جاتی ہے جو خدا کی خاطر آپ پڑھا کرتے تھے۔ اب اس کے دو پہلو ہیں اول تو یہ کہ اگر، جیسا کہ میں نے بیان کیا، ذکر کا دعویٰ سچا ہے نماز کے بغیر یہ دعویٰ جھوٹا ہو گا کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والوں میں سب سے بلند تر ذکر الٰہی کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے اور آپ نے اپنے آپ کو نماز سے مستثنیٰ نہیں سمجھا۔ جھوٹ بولتے ہیں وہ صوفی یا وہ متقی بننے والے جو کہتے ہیں ہمیں ظاہری تتبع کی کیا ضرورت ہے ہمارے دل میں ذکر ہے بس یہی کافی ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نمازوں میں اس قدر انہماک کیوں کرتے اور اتنا انہماک جو تکلیف تک جا پہنچتا تھا۔ پس اس خیال کو دل سے نکال دیں کہ نماز کے بغیر آپ کا دعویٰ سچا ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب نماز پڑھیں تو اس کو ذکر سے بھریں کیونکہ نماز میں برتن اکثر خالی رہتا ہے اور بہت کم ہیں جن کو کوشش کے بعد یہ توفیق ملتی ہے کہ ان کی نمازوں میں دودھ بھرنے لگتا ہے ورنہ اکثر نمازوں کا حال تو ان کھیتوں کی طرح ہے جن کی جڑوں میں بیماریاں لگ جاتی ہیں تو سٹے بنتے بھی ہیں مگر خالی۔ ہمارے ہاں ایک دفعہ احمد نگر میں چاول کے کھیتوں میں بیماری آئی تھی۔ سٹے، سیدھا سر کھڑا اونچا کیا ہوا تھا اور تھوڑی دیر تو مجھے پتہ نہیں لگا میں نے کہا بڑے اچھے اچھے سٹے نکلے ہوئے ہیں لیکن جب وہ جھکے ہی نہیں پھر مجھے خطرہ محسوس ہوا۔ دیکھا تو دودھ سے خالی تھے اور جو دودھ سے خالی ہو وہ جھکتا نہیں ہے۔ اور متکبر کی بھی یہی مثال ہے جس کے اندر کچھ نہ ہو وہ تکبر سے سر اٹھا کے پھرتا ہے۔ جو عارف باللہ ہو، جو اللہ کی محبت رکھتا ہو اتنا ہی وہ جھکتا چلا جاتا ہے اور ظاہری طور پر کھیت کے ساتھ اس کی مثال بہت ہی عمدہ ہے۔ پس ذکر الٰہی سے اگر خالی نمازیں ہوں گی اور اکثر نمازوں میں بہت سارا حصہ ذکر الٰہی سے خالی رہتا ہے تو وہ برتن تو ہے مگر اس میں دودھ نہیں پڑا۔ پس آپ اپنی نمازوں میں خدا کی یاد کا دودھ بھریں پھر دیکھیں آپ کتنی ترقی کرتے ہیں۔

جہاں تک بورکینا فاسو کا تعلق ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے اور دن بدن نئے نئے علاقوں سے تقاضے آرہے ہیں اور باوجود اس کے کہ ہمارے پاس فرنچ سپیکنگ مبلغین کی کمی ہے مگر اس کے باوجود مقامی معلمین تیار کرتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو اس ضمن میں میں یہ بھی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ فرانسیسی زبان کی طرف بھی توجہ کریں۔ فرانسیسی بہت بڑے بڑے علاقے ہیں جن میں اس وقت جماعت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اس میں آئیوری کوسٹ ہے اس میں بورکینا فاسو بھی ہے

SCL

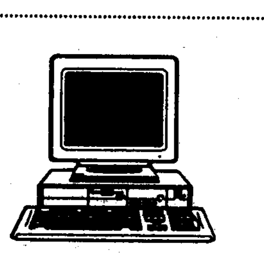

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

فرانسیسی زبان کی طرف بھی توجہ کریں اپنے بچوں کو اور واقفین نو کو جہاں جہاں بھی فرانسیسی زبان اچھی سکھانے کا امکان موجود ہے وہاں ضرور سکھائیں۔

اس میں زائر ہے اور خود فرانس میں بھی اب ہمیں بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ پس فرنچ سپیکنگ مبلغین کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں کو اور واقفین نو کو جہاں جہاں بھی فرانسیسی زبان اچھی سکھانے کا امکان موجود ہے وہاں ضرور سکھائیں۔ ہم جب اپنے پروگرام جاری کریں گے اس میں بھی زبان سکھائیں گے انشاء اللہ۔ لیکن وہ آہستہ پروگرام ہے اور سارا دن میں صرف ایک ہی کلاس تو نہیں لی جاسکتی۔ اس لئے وہ صبر طلب ہے۔ تقریباً دو سال میں جاکر میرا خیال ہے ایک انسان اس پروگرام کے ذریعے فرفر ایک زبان بولنی شروع کر دے گا۔ فرفر نہیں تو کسی حد تک ضرور بولنے لگ جائے گا۔ انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں جلدی ہے اس لئے باقاعدہ جس طرح سکولوں اور کالجوں میں محنت کے ساتھ زبانیں پڑھائی جاتی ہیں، اس طرح احمدی نوجوان یہ زبان بھی سیکھیں۔ اور جو فرانسیسی علاقوں میں بچے ہیں ان کو میری نصیحت ہے ان کو اردو بھی سکھائیں۔ کیونکہ درحقیقت ایک انسان جیسا ترجمہ اپنی زبان میں کر سکتا ہے ویسا ترجمہ کسی دوسری زبان میں نہیں کر سکتا۔ اب دیکھیں ہمارے ہاں اردو سے انگریزی ترجمہ ہوتا ہے۔ بڑی مشکل سے اب ہمیں اللہ کے فضل سے وہ خاتون میسر آئی ہیں جن کو خدا نے غیر معمولی ملکہ عطا فرمایا ہے ورنہ اچھے بھلے انگریزی دان بھی ہیں مگر وہ بات بنتی نہیں۔ لیکن دوسری زبان سے اپنی زبان میں نسبتاً ترجمہ آسان ہوتا ہے جن کو جرمن زبان اچھی آتی ہے۔ وہیں پیدا ہوئے ہیں وہ بچے جو اردو بھی جانتے ہیں جرمن زبان میں بہت اچھا فرفر ترجمہ کرتے ہیں لیکن اردو ان کی نسبتاً کمزور ہے جب جرمن زبان سے اردو کریں تو ان کو وہ طاقت نہیں ہے وہاں جاکے رہ جاتے ہیں تو اس لئے میری خواہش ہے کہ فرنچ سپیکنگ احمدی اردو بھی سیکھیں اور اس وجہ سے نہیں کہ یہ پاکستان کی زبان ہے اس لئے کہ اس زمانے کے امام کی زبان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اردو سپیکنگ بنایا اگرچہ پنجابی زبان مادری کہلا سکتی ہے مگر اردو ہی کو آپ نے استعمال فرمایا ہے۔ پس فرانسیسی، اردو سیکھیں اور جہاں تک خدمت دین کا تعلق ہے جب دونوں زبانیں اکٹھی ہوں گی پھر خدمت کی اہلیت ہوگی اور جو انگریز ہیں ان کو بھی اردو سیکھنی چاہئے اس نقطہ نگاہ سے کہ دین کی خدمت ہوگی۔ اس خیال کو دل سے کاٹ کر پھینک دیں کہ یہ پاکستانی زبان ہے۔ ہندوستانی بھی کیوں نہیں سوچتے پھر آپ۔ اور بھی دنیا میں ہے یہ پھیلی ہوئی۔ مقصد صرف اتنا ہے اور یہی خالص مقصد رہنا چاہئے کہ وقت کے امام کی زبان ہے اور اگر ہم اس میں مہارت حاصل کریں گے تو اپنی زبان میں دین کی بہتر خدمت کر سکیں گے۔

اس کے علاوہ پھر واپس سیالکوٹ جاتا ہوں (ایک دو منٹ باقی ہیں یا شاید نہ رہے ہوں باقی) سیالکوٹ کی جماعتوں کو میں نے متنبہ کیا تھا آپ بہت بلند مقام سے اتر کے یہاں پہنچی ہوئی ہیں جہاں آج ٹھہری ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے عظیم صحابہ کرام، بڑے بڑے خدام سلسلہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور ساری دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیں کوئی دنیا کا حصہ نہیں ہے جہاں احمدیت کی تعمیر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے سیالکوٹیوں کو خدمت کی توفیق نہ ملی ہو۔ نئی نئی جماعتیں بھی بنانے والوں میں یہ اول رہے اور اس وقت ساری دنیا میں سیالکوٹ کے سابق بسنے والے پھیل چکے ہیں اور پاکستان میں بھی جو گجرات سے آتے ہیں یا باہر کے نو آباد علاقوں سے آتے ہیں ان کا بھی پرانا پس منظر سیالکوٹ ہی ہے۔ عجیب بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پیدا

فرنچ سپیکنگ احمدی اردو بھی سیکھیں اس لئے کہ یہ وقت کے امام کی زبان ہے اور اگر ہم اس میں مہارت حاصل کریں گے تو اپنی زبان میں دین کی بہتر خدمت کر سکیں گے۔

کرنے میں ظاہری لحاظ سے بھی یہ ضلع بہت زرخیز تھا اور قابل آدمی پیدا کرنے میں بھی بڑا زرخیز تھا۔ تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنا دوسرا وطن قرار دیا۔ پس اس تعلق کو یاد رکھیں آپ کو دوسرا وطن کہا گیا ہے۔ وطن بن جائیں ان صحابہ کی طرح وطن بن جائیں جن صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دلوں میں بسالیا تھا۔ دوبارہ اس پیغام سے چمٹیں۔ اسے اپنے دلوں میں بسائیں اور پھر دیکھیں آپ کی حالتیں کس طرح جلد جلد تبدیل ہوں گی۔ اور مجھے خوشی ہے کہ سیالکوٹ میں میری گذشتہ تنبیہ کے بعد جلد جلد تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ کثرت سے مجھے وہاں سے خط ملتے ہیں اور چھوٹے بڑے مرد عورتیں سب لکھ رہے ہیں کہ ہمارے دلوں پر گہرا اثر ہے اور ہم اللہ کے فضل کے ساتھ باقاعدہ ایم۔ ٹی۔ اے سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہمارے دلوں میں نئے ولولے پیدا ہو رہے ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارا قدم ترقی کی طرف پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے آگے بڑھائے۔ میری بھی دعا ہے۔ ساری دنیا کی جماعتوں کو بھی سیالکوٹ کو اس پہلو سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہئے اور تمام دنیا کے داعیین الی اللہ کو بھی یاد رکھیں۔ ذکر الٰہی زبان پر بھی ہو اور دل میں بھی بسا ہو۔ پھر آپ خدا کی طرف بلانے والے ہوں تو آپ کی دعوت میں ایک عظیم شان پیدا ہو جائے گی۔ ایک ایسی قوت جاذبہ پیدا ہو جائے گی کہ کوئی دنیا کی طاقت اس کو رد نہیں کر سکے گی۔

کیا ہفتہ وار "الفضل انٹرنیشنل"

لندن آپ کو باقاعدہ مل رہا ہے؟ اور کیا آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو آج ہی حسب ذیل پتہ پر رابطہ کرکے اسے اپنے نام لکھوالیں

اخبار کا سالانہ چندہ

برائے برطانیہ = ۲۵ پاؤنڈ

برائے یورپ = ۲۷ پاؤنڈ

برائے امریکہ، کینیڈا

و دیگر ممالک = ۳۶ پاؤنڈ

رابطہ کے لئے پتہ:

16 Gressenhall Rd.,
London SW18 5QL,
U.K.

تصحیح

الفضل کے گزشتہ شمارہ ۱۵ تا ۲۱ اپریل کے صفحہ ۱۴ کالم ۲ سطر ۲۹ میں غلطی سے ۶۱۱ عیسوی کی بجائے ہجری لکھا گیا ہے۔ صحیح عبارت یوں ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۱۱ عیسوی میں دعویٰ نبوت فرمایا"۔

(ادارہ)

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 870 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	7 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3725 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	-
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	-
Bosnian*	7.38 MHz	7.38 MHz	7.38 MHz	-
Russian*	7.56 MHz	7.56 MHz	7.56 MHz	-
German*	7.74 MHz	7.74 MHz	7.74 MHz	-
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	-
Turkish*	8.10 MHz	8.10 MHz	8.10 MHz	-
London Time	13.00 - 16.00 (Daily)	07.00 - 19.00 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)

* On special occasions only

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695
Timings: 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band, Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کے اخلاق فاضلہ کا خلاصہ یہ بیان کیا تھا

خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن

(مسلم کتاب الصلوٰۃ المسافرین باب جامع صلوٰۃ اللیل)

آپؐ کے اخلاق قرآن کریم کی عملی تصویر تھے۔ یہ بات نہایت سچی اور ایک عرصہ تک حضور کی زندگی کے گہرے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ اسی طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک صحابیؓ نے بھی پچیس سال تک آپ کے اخلاق اور کردار کا تفصیلی مشاہدہ کیا اور اس کا خلاصہ خدا کی قسم کھا کر ان الفاظ میں بیان کیا کہ:

کان خلقہ حب محمد واتباعہ

(سیرۃ المہدی جلد ۳ صـ ۳۰۸)

یعنی آپ کے اخلاق کا نچوڑ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اتباع ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ سنت نبویؐ اور اسوہ رسولؐ کو قائم کیا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ اس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ہیں اور اتباع نبویؐ میں ایک گرم جوش فطرت بخش کر مجھے بھیجا ہے کہ تا حقیقی متابعت کی راہیں لوگوں کو سکھلاؤں اور ان کو علمی و عملی ظلمت سے باہر نکالوں جو بوجہ کم توجہی ان پر محیط ہو رہی ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صـ ۳۴)

اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے اپنی ذات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو جاری کیا اور پھر ببانگ دہل دنیا کو بتایا کہ مجھ پر جتنی بھی برکتیں اور رحمتیں خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہیں ان سب کا منبع محبت و اطاعت رسولؐ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"خداوند کریم نے اسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاک کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ جلد ۴ صـ ۶۲۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کی زندگی میں رچ بس گئی تھی اور اطاعت کے بے نظیر نمونوں کے ساتھ ظاہر ہوتی تھی۔ آپ کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا کے نقش قدم پر

(عبدالسمیع خان)

ہر حرکت اور سکون اپنے آقاؐ کے حکم اور اسوہ کے مطابق ہوتا تھا۔ یہ بات مبالغہ نہیں بلکہ حقائق سے ثابت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اتنی تفصیل اور گہرائی اور غیر معمولی جوش کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقوش پا کی اطاعت کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور عاشق کی ان اداؤں پر قربان ہونے لگتی ہے۔ یہ مضمون نمونہ کے چند ایسے ہی واقعات کا مجموعہ ہے جن میں سے اکثر بظاہر بہت معمولی نوعیت کے ہیں مگر حضور کے سچے عشق کی ناقابل تردید دلیل ہیں۔ تصویر کو زیادہ جامع بنانے کے لئے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں سے چند ایک واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے۔

دعویٰ سے پہلے کی زندگی

عشق و وفا اور اپنے آقا کے قدم بقدم چلنے والی اس دلکش داستان کا آغاز حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے اوائل ایام سے ہوتا ہے۔ اس بارہ میں دو اہم شخصیتیں جنہوں نے حضور کو قریب سے دیکھا ان کی گواہی ملاحظہ فرمائیے۔

مشہور لیڈر مولوی ظفر علی خاں صاحب کے والد منشی سراج الدین صاحب حضور کے قیام سیالکوٹ ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے"۔

(زمیندار مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صـ ۱۱۵)

پنڈت دیوی رام ۱۸۷۵ء میں نائب مدرس ہو کر قادیان گئے اور چار سال تک وہاں رہے انہوں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو بڑی گہری نظر سے دیکھا۔ وہ حضور کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کے متعلق حلفیہ تحریر کرتے ہیں:۔

"میں نے مرزا صاحب کی طبیعت میں کبھی غصہ نہیں دیکھا۔ جھوٹ سے ہمیشہ نفرت کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد صاحب کی نسبت میں نے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے چھوٹی عمر میں کوئی برا کام خلاف شریعت یا مذہب کیا ہو...... مرزا صاحب کو نہ کبھی بدنظری کرتے دیکھا اور نہ سنا بلکہ وہ بد نظری کو ناپسند فرماتے اور دوسروں کو روکتے تھے۔ کبھی کسی میلہ یا تماشا یا کسی اور مجلس میں نہ جایا کرتے تھے۔ میری موجودگی میں مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی کوئی عیب نہیں کیا اور نہ کبھی میں نے اس وقت سنا تھا"۔

(سیرت المہدی جلد ۳، صـ ۱۸۳، ۱۸۵)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بیٹے مرزا سلطان احمد (جو ۱۹۳۲ء میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے) نے بیعت سے بہت پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ:۔

"والد صاحب جوانی میں دین کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ گاؤں والے حضور پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ شریک جو ویسے مخالف تھے ان کی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے۔ ہر شخص آپ کو امین جانتا تھا"۔

(سیرت المہدی جلد ا صـ ۲۰۰)

خلوت پسندی

سید میر حسن صاحب سیالکوٹی حضور کے دعویٰ سے پہلے قیام سیالکوٹ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے اس واسطے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے آپ پسند نہیں فرماتے تھے"۔

(سیرت المہدی جلد ا صـ ۱۳۶)

حضور اپنی گوشہ نشینی اور خلوت پسندی کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں۔ مجھے تو کشاں کشاں میدان عالم میں اسی نے نکالا ہے جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اس سے بجز خدا تعالیٰ کے کون واقف ہے۔ میں تقریباً پچیس سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت کی کرسی پر بیٹھوں"۔

(ملفوظات جلد اول صـ ۳۱۰)

بکریاں چرائیں

حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں:۔

ایک دفعہ ہم نے حضور سے دریافت کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چرانی پڑیں"۔

(سیرت المہدی جلد ا صـ ۸۱)

محبت قرآن

ایک دفعہ حضرت اقدس خدام کے ساتھ سیر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ ان دنوں میں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب (حاجی پورہ) کے داماد قادیان میں آئے ہوئے تھے جو قرآن بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ دوران سیر کسی نے حضور سے عرض کیا کہ حضور یہ صاحب قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ حضور وہیں راستے کے ایک طرف بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ انہوں نے قرآن سنایا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ حضور کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے"۔

(سیرت المہدی جلد ۲ صـ ۱۰۵)

نماز اور نوافل

حضور نماز پنجگانہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نفل پڑھا کرتے تھے ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعات) جو آپ کبھی کبھی پڑھا کرتے تھے اور دوسرے نماز تہجد جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد ا صـ ۲)

نمازی کے آگے سے نہ گزرنا

۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے اتر آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب آف حضرو نماز تہجد پڑھ رہے تھے انہیں دیکھ کر آپ دروازے کے باہر کھڑے ہو گئے اور اسی طرح بارش میں کھڑے رہے حتیٰ کہ مولوی عبداللہ صاحب نے اپنی نماز ختم کر لی پھر آپ برساتی میں داخل ہوئے۔

(سیرت المہدی جلد ۲ صـ ۲۶)

دعاء اور تضرع

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت درد زہ سے بے قرار ہو۔ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا"۔

(تاریخ احمدیت جلد ۳ صـ ۶۰۵)

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آوے تو ہمارا طریق یہ ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں تب وہ بات حل ہو جاتی

ہے"۔

(ملفوظات جلد ۱ صـ ۵۴۲)

سلام کی عادت

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام کا اس قدر خیال تھا کہ خاکسار نے کئی بار دیکھا کہ حضور اگر چند لمحوں کے لئے بھی جماعت سے اٹھ کر گھر جاتے اور پھر واپس تشریف لاتے تو ہر بار جاتے بھی اور آتے بھی السلام علیکم کہتے"۔

(سیرت المہدی جلد ۳ صـ ۳۲)

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے کسی حوالہ وغیرہ کا کوئی کام میاں معراجدین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں میاں معراجدین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضور سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضور جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ۔ اسی دوران میاں معراجدین صاحب نے ایک پرچی حضور کو بھیجی اور حضور کو مخاطب کر کے بغیر السلام علیکم لکھے اپنی بات لکھ دی اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ السلام علیکم بھی لکھنا چاہئے۔ حضور نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو شروع میں لکھا آپ کو السلام علیکم لکھنا چاہئے تھا"۔

(سیرت المہدی جلد ۱ صـ ۲۷۰)

پاکیزہ مجلس

حضرت ماسٹر محمد دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"جب ہم حضرت مسیح موعود کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو ہم خاص طور پر محسوس کرتے تھے کہ ہماری اندرونی بیماریاں دھل رہی ہیں اور روحانیت ترقی کر رہی ہے لیکن جب آپ سے الگ ہوتے تھے تو پھر یہ بات نہ رہتی تھی"۔

(سیرت المہدی جلد ۱ صـ ۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ مختلف احباب کے لئے اپنی مجالس میں دعا کی تحریک کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس بارہ میں کوئی خواب آئے تو وہ بیان کرے اور صبح کے وقت دریافت فرماتے تھے کہ کوئی خواب دیکھا ہے کہ نہیں۔ اور فرماتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہؓ سے اسی طرح دریافت فرمایا کرتے تھے۔

SELF SERVICE
DRY CLEANERS

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON
THAMES

(سیرت المہدی جلد ۲ صـ ۳۳)

شگفتگی کا اعلیٰ معیار

حضور کی طبیعت میں بڑی شگفتگی تھی اور مزاحیہ باتوں پر بھی تبسم فرماتے تھے مگر کسی بیہودہ یا تمسخر یا استہزا والی بات پر بالکل نہیں ہنستے تھے بلکہ کوئی ایسی بات آپ کے سامنے کرتا تو منع کر دیتے۔ آپ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک تمسخر کا نامناسب فقرہ کسی سے کہا۔ حضور پاس ہی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ فوراً منع کرتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور فرمایا یہ گناہ کی بات ہے ایسا نہ کرو۔

(سیرت المہدی جلد ۳ صـ ۶۲)

نرمی

حضورؑ فرماتے تھے کہ مجھے بعض اوقات غصہ کی حالت تکلف سے بنانی پڑتی ہے ورنہ خود طبیعت میں بہت کم غصہ پیدا ہوتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد ۱ صـ ۲۵۸)

محض خدا کے لئے

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد ۱ صـ ۳۱۰)

"ہم ہر ایک شے سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو، بچے ہوں، دوست ہوں، سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے"۔

(ملفوظات جلد ۱ صـ ۳۱۱)

مہمان نوازی

جن لوگوں کو قادیان میں حضور کا مہمان بننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ انہوں نے کثرت کے ساتھ ایمان افروز روایات بیان کی ہیں جن کا مطالعہ دل میں حیرت اور خوشی پیدا کر دیتا ہے۔ صرف ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے:۔

"ایک دفعہ حضرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیت الفکر (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ) میں لیٹے ہوئے تھے اور مکرم میاں عبداللہ سنوریؓ حضور کے پاؤں دبا رہے تھے کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرمپت یا شاید ملاوامل نے دستک دی۔ عبداللہ سنوری صاحب جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولنے لگے تو حضرت صاحب نے تیزی سے جا کر ان سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا "ٹھہریں ٹھہریں میں خود دروازہ کھولوں گا آپ مہمان ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے"۔

(سیرت المہدی حصہ اول صـ ۵۸)

کھانے میں معجزانہ اضافہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں بارہا ایسے واقعات ہوئے کہ تھوڑا کھانا چند آدمیوں کے لئے تیار ہوا پھر کئی گنا مہمان زیادہ آگئے مگر وہ کھانا سب کے لئے کافی ہو گیا۔

ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ نے پلاؤ تیار کیا جو صرف ایک آدمی کے لئے کافی تھا۔ مگر اتفاق سے گھر میں کئی رشتہ دار آگئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان پر دم کیا اور فرمایا اب تقسیم کرو۔ اس میں ایسی برکت پڑی کہ گھر کے تمام افراد اور مہمانوں نے وہ چاول کھائے پھر جماعت کے علماء اور بزرگوں کو بھجوائے گئے اور پھر قادیان میں کئی لوگوں کو دئے گئے اور وہ برکت والے چاول مشہور ہو گئے تھے اور کئی لوگوں نے خود آکر وہ چاول مانگے اور سب کے لئے کافی ہو گئے۔

(سیرت المہدی جلد ۱ صـ ۱۳۰)

معجزانہ شفاء

افغانستان کی رہنے والی امتہ اللہ کو بچپن میں آشوب چشم کی سخت شکایت تھی یہاں تک کہ دوائی ڈالنے کے لئے آنکھ کھولنے کی طاقت بھی نہیں رکھتی تھی۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ قادیان آئی۔ ایک دن اس کی والدہ نے اسے پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دوائی ڈالنا چاہی تو وہ یہ کہتے ہوئے بھاگ گئی کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔

چنانچہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر پہنچی اور حضور کے سامنے اپنی تکلیف بیان کی۔ حضور نے اپنی انگلی پر تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور پھر وہ انگلی امتہ اللہ کی آنکھوں پر پھیر دی اور فرمایا:

"بچی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف پھر کبھی نہ ہوگی"

امتہ اللہ کی عمر اس وقت دس سال کی تھی۔ اس کے بعد وہ ساٹھ سال زندہ رہی مگر اس کی آنکھیں اس تکلیف سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئیں۔

(چار تقریریں صـ ۳۶۵)

مخالف کا ہاتھ کاٹا گیا

حضرت منشی امام الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"مولوی محمد حسین صاحب والے مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ کی پیشی دھاریوال میں مقرر ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ محمد بخش تھانیدار کہتا ہے کہ آگے تو مرزا مقدمات سے بچ کر نکل جاتا رہا ہے اب میرا ہاتھ دیکھے گا"۔

حضور نے فرمایا "میاں امام دین اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا"

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں سخت درد شروع ہو گئی اور وہ اس سے تڑپتا تھا اور آخر اسی نامعلوم بیماری میں وہ دنیا سے گزر گیا"۔

(سیرت المہدی جلد ۳ صـ ۴۶)

گھر کے کام کاج

حضرت محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی روایت ہے کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھا لیتے تھے۔ فرش کر لیتے تھے۔ بسترہ کر لیا کرتے تھے۔ کبھی یکدم بارش آجاتی تو چھوٹے بچے تو چارپائیوں پر سوئے رہتے حضور ایک طرف سے خود ان کی چارپائیاں پکڑتے اور دوسری طرف سے کوئی اور شخص پکڑتا اور اندر برآمدہ میں کروا لیتے۔ اگر کوئی شخص ایسے موقعہ پر یا صبح کے وقت بچوں کو جھنجھوڑ کر جگانا چاہتا تو حضور منع فرماتے کہ اس طرح یکدم ہلانے اور چیخنے سے بچہ ڈر جاتا ہے آہستہ سے آواز دے کر اٹھاؤ"۔

(سیرت المہدی جلد ۳ صـ ۴۶)

خور و نوش

قاضی محمد یوسف صاحبؓ پشاوری روایت کرتے ہیں:۔

"میں نے ۱۹۰۴ء میں بمقام گورداسپور بارہا حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے کہ عدالت میں پیشی کے واسطے تیزی سے سڑک پر جا رہے ہیں اور سامنے سے کوئی شخص دودھ یا پانی لایا تو آپ نے وہیں بیٹھ کر پیا اور کھڑے ہو کر نہ پیا۔

یہ فعل عین اس حدیث رسولؐ کے مطابق تھا جس میں آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ عشق کی انتہاء بھی اسے کہتے ہیں کہ معشوق کی ہر ادا پر فدا ہو جائے اور اس کی ہر حرکت کی واری ہو"۔

(سیرت المہدی جلد ۳ صـ ۳۲)

حضورؑ کے سامنے ایک دفعہ گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا جس کا جی چاہے کھا لے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ کراہت فرمائی اس لئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے قریب نہ آنے دیا"۔

(حیات طیبة صـ ۳۷۵)

حضور اپنے کھانے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو دو وقت بڑے آرام سے بسر کر سکتا ہوں۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک برداشت کر سکتا ہے۔ اس امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا۔ کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھا لیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جا سکتی ہے۔ اس اثناء میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا اس اخفا کی

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN

ARNEY'S

164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA

SPECIALISTS IN HOME
DELIVERY

تدابیر کے لئے جو زحمت اٹھانی پڑتی تھی شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں وہ دو وقت کی روٹی مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں ادا کرتا"۔

(ملفوظات جلد ۱ ۔ ۳۰۲)

سبز پگڑی

حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:-

"جب میں قادیان آیا تو حضرت صاحب نے سبز پگڑی باندھی ہوتی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر کچھ گراں گزرا کہ مسیح موعود کو رنگدا پگڑی سے کیا کام۔ پھر میں نے ابن خلدون میں پڑھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سبز لباس میں ہوتے تھے تو آپ پر وحی زیادہ ہوتی تھی"۔

(سیرت المہدی جلد ۱ ۔ ۹۲)

سونا اور جاگنا

جب حضورؑ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداسپور تشریف لے گئے تھے وہ سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا۔ آپ کے آرام کے لئے کھلی چھت پر چارپائی بچھائی گئی۔ جب حضور سونے کی غرض سے چھت پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے۔ آپ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا:-

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے پردہ اور بے منڈیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے"۔

(چار تقریریں ۔ ۱۳۴)

ایسا ہی ایک دفعہ سیالکوٹ میں آپ کی چارپائی ایک بے منڈیر چھت پر بچھائی گئی تو آپ نے اصرار کے ساتھ اس کی جگہ کو بدلوا دیا۔

(سیرت المہدی جلد ۳ ۔ ۲۳۰)

حضور نے کثرت کار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"میرے اعضاء تو بے شک جاتے ہیں مگر دل نہیں تھکتا وہ چاہتا ہے کہ کوئی کام کئے جاؤ"۔

(ملفوظات جلد ۴ ۔ ۴۱۴)

جگانے کا انداز

حضرت مرزا محمد دین صاحبؓ ساکن لنگروال کی روایت ہے کہ:-

"جب میں حضرت صاحب کے پاس سویا کرتا تھا تو آپ مجھے صبح کی نماز کے لئے جگاتے تھے اور جگاتے اس طرح تھے کہ پانی میں انگلیاں ڈبو کر اس کا ہلکا سا چھینٹا پھوار کی طرح پھینکتے تھے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ آواز دے کر کیوں نہیں جگاتے اور پانی سے کیوں جگاتے ہیں؟ اس پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کرتے تھے اور فرمایا:-

"آواز دینے سے بعض اوقات آدمی دھڑک جاتا ہے"

(سیرت المہدی جلد ۳ ۔ ۲۰)

تیز رفتاری مگر وقار کے ساتھ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چال مستعد جوانوں کی سی تھی اور سیر کو جاتے یا گھر میں ٹہلتے تو تیز قدم چلا کرتے تھے حتیٰ کہ سیر میں احباب حضور سے پیچھے رہ جاتے تو حضور رک کر ان کا انتظار کرتے تھے۔ حضور بہت زود رفتار تھے مگر اس کی وجہ سے وقار میں فرق نہیں آتا تھا۔

(سیرت المہدی جلد ۳ ۔ ۳۰۱)

جب عزم کر لیا

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک دفعہ جب کرم دین صاحب سے مقدمات کا سلسلہ جاری تھا اور وہ لمبا ہو گیا حضرت صاحب کو ایک تاریخ پر قادیان سے تشریف لے جانا تھا۔ ایک دو روز پیشتر اس قدر بارش ہوئی کہ راستہ ناقابل گزر اور دشوار بن گیا۔ سڑک پر سیلاب جاری تھا۔ جو احباب گورداسپور مقیم تھے انہوں نے خاص آدمی قادیان حضرت صاحب کو اطلاع کرنے بھیجا کہ بارش بہت ہوئی ہے راستہ خراب ہے حضور تشریف نہ لاویں۔ اس سیلاب میں بعض دوست گلے تک پانی میں گزر کر گورداسپور پہنچے۔ ان میں منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ کے مخلص دوست بھی تھے۔ حضرت کو یہ خبر اس وقت پہنچی کہ حضور قادیان کے قصبہ سے باہر نکل چکے تھے۔ اور بٹالہ کی سڑک پر طوفان نما سیلاب جاری تھا۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ نبی جب کمر ہمت باندھ لیتے ہیں تو کھولتے نہیں اور وہ اپنا عزم نہیں توڑتے"۔

(رفقائے احمد جلد ۴ ۔ ۳۷)

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدقہ بہت زیادہ کرتے تھے اور عموماً ایسا خفیہ دیتے تھے کہ ہمیں بھی پتہ نہیں لگتا تھا۔ نیز صدقہ دینے میں احمدی اور غیر احمدی کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے تھے بلکہ ہر حاکو دیتے تھے"۔

(سیرت المہدی جلد ۱ ۔ ۳۷)

حضورؑ فرماتے ہیں:-

"بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کر چڑ جاتے ہیں اور کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانا شروع کر دیتے ہیں اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔ بلکہ حدیث شریف میں " لو اتاک راکبا" کے الفاظ آتے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دینا چاہئے"۔

(ملفوظات جلد ۱ ۔ ۳۵۳)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنے اہل و عیال کے لئے صدقہ ناجائز خیال کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد ۳ ۔ ۱۱۵)

قرضہ کی واپسی

حضورؑ جب کسی سے قرضہ لیتے تو واپس کرتے ہوئے کچھ زیادہ دے دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔

(سیرت المہدی جلد ۱ ۔ ۳۷)

خادموں سے حسن سلوک

حضورؑ کے دعویٰ کے وقت قادیان میں نہ ریل گئی تھی نہ پکی سڑک۔ لوگ گھوڑوں کے ذریعہ سفر کرتے تھے یا پیدل۔ حضور کبھی کبھی گھوڑے پر بٹالہ تشریف لے جاتے تھے۔ خادم ساتھ ہوتا تو کئی دفعہ آپ خادم کو گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے فرماتے اور خود ساتھ ساتھ پیدل چلتے۔ اگر کچھ حصہ سفر آپ سوار ہوتے تو بقیہ سفر میں خادم کو سوار کرا دیتے۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ لنگروال اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"جن دنوں میری آمد و رفت حضرت صاحب کے پاس ہوتی تو بعض اوقات بٹالہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب گھر سے نکلتے تو گھوڑے پر مجھے سوار کرا دیتے خود آگے آگے پیدل چلتے جاتے۔ کبھی آپ بٹالہ کے راستے والے موڑ پر سوار ہو جاتے اور کبھی نہر پر۔ مگر اس وقت مجھے اتارتے نہ تھے بلکہ فرماتے تھے کہ تم بیٹھے رہو میں آتے سوار ہو جاؤں گا۔ جب بٹالہ سے واپس ہوتے تو پھر بھی سارا راستہ مجھے سوار رکھتے خود کبھی سوار ہوتے کبھی پیدل چلتے"۔

(سیرت المہدی جلد ۳ ۔ ۱۲۲)

تبصرہ

(محمد احمد حامی ۔ لندن)

نام کتاب : "فتنہ مرزائیت ۔ ایک تجزیہ"

تصنیف : محمد نور الدین اویسی امینی

ناشر : سلسلہ عالیہ اویسیہ ایبٹ آباد، پاکستان

پاکستان کے ایک صوفی منش صاحب نے اواخر ۱۹۹۳ء میں اپنی یہ تصنیف شائع کی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس دل آزارانہ عنوان کو دیکھنے کے بعد شائد ہی کوئی احمدی اسے ہاتھ لگانا پسند کرے لیکن چونکہ کتاب کے مضمون میں مصنف نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے "دعویٰ نبوت" پر اظہار خیال کیا ہے اس لئے ہم نے ضروری سمجھا ہے کہ اس کے مندرجات میں سے کسی قدر قارئین الفضل کو روشناس کرائیں۔

کتاب لکھنے والے چونکہ تصوف کے ایک معروف مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے موقف کی بنیاد خلیفۃ اللہ، نبی، ولی، محدث، النبی اور رسول وغیرہ کی حدود بیان کر کے روحانی تجربات از قسم مشاہدہ اسرار الٰہی، علم آثار کائنات اور عرفان ذات پر رکھی ہے اور اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ روحانی سفر کے دوران جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ، بانی سلسلہ احمدیہ عالم ناسوت پہنچے تو اپنے مکاشفات اور اخبار غیب کے ظہور کو دیکھ کر بھٹک گئے اور غلطی سے دعویٰ نبوت کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب کو کسی مرشد کامل کی رہنمائی حاصل نہ تھی۔ مصنف کے الفاظ ہیں:-

"جب انہیں (حضرت مرزا صاحب کو۔ ناقل) عالم ناسوت کے ابتدائی آثار کا مشاہدہ ہوا، اس حال میں کہ انہیں کسی "نبی" ۔ ولی اکمل کی رہنمائی میسر نہ تھی۔ ایسی صورت میں انہیں جو مشاہدات ہوتے رہے وہ عام کیفیات تھیں۔ جن کی ذاتی تاویل سے محض علم نبوت سے لاعلمی کی بناء پر خود کو النبی تصور کرنے لگے"۔

اگر تجزیہ نگار نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب کو پڑھا ہوتا تو انہیں علم ہو جاتا کہ قرب الٰہی کے مدارج طے کرتے وقت حضرت مرزا صاحب کا کون مرشد کامل تھا۔ حضرت کی تصانیف میں جا بجا صفحوں کے صفحے اس ہادی کاملؐ کی تعریف میں تحریر

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

بقیہ "حضرت عبید اللہ بسمل کی شاعری" از صہ ۴

پنجم :۔ "مرآت الاسلام" ایک عالی قدر نظم ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔

ششم :۔ "خاتم النبیینؐ" مثنوی ہے۔ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی ہر زوجہ مطہرہ کے اوصاف و مناقب نظم کئے ہیں۔ اس میں آپ نے یہ پابندی رکھی ہے کہ ہر مضمون کے بعد ممدوح یعنی ہر ام المومنینؓ سے درخواست کرتے ہیں کہ بسمل کی مغفرت کے لئے خداتعالیٰ کے حضور سفارش کریں۔ مثلاً ۔

امنا گرچہ من گنہگارم
لیک از فضل تو رجا دارم
کہ بروز جزا زبطش خدا
وارہانی غلامک خود را

اس کے بعد خلفائے راشدین، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور قادیان کی مدح و توصیف میں عالی قدر مضمون نظم کئے ہیں۔

ہفتم :۔ "حیات بسمل"۔ مثنوی ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف پہلو منظوم کئے گئے ہیں۔ نمونہ کلام یہ ہے۔ مناجات میں کہتے ہیں ۔

اے خدا گرچہ عذر من لنگ است
نالہ ام نیز خارج آہنگ است
دست موسیٰ زتو نمے خواہم
دم عیسیٰ زتو نمے خواہم
لحن داؤد ہم نمے خواہم
معجز ہود ہم نمے خواہم
صبر ایوب ہم نمے خواہم
حزن یعقوب ہم نمے خواہم
ملک داری زتو نمے خواہم
شہر یاری زتو نمے خواہم
تاج شاہی زتو نمے خواہم
کجکلاہی زتو نمے خواہم
تخت طاؤس رانمے خواہم
بخت کاؤس رانمے خواہم
جام جمشید ہم نمے خواہم
طشت خورشید ہم نمے خواہم
جاہ کیخسروی نمے خواہم
مملکت کسروی نمے خواہم
صولت سنجری نمے خواہم
دولت اکبری نمے خواہم
من بدخشاں زتو نمے خواہم
بحر عماں زتو نمے خواہم
ہند و سند و عرب نمے خواہم
مصر و شام و حلب نمے خواہم
آسمان و زمیں نمے خواہم
از تو عرش بریں نمے خواہم
از تو خواہم کہ یار من باشی
مونس جان زار من باشی
وقتِ مُردن بیاد من آئی
درد دل بے مراد من آئی
از بدن چوں رواں رواں گردد
نام پاک تو در دہاں گردد
للہ الحمد بر زباں باشد
حسبی اللہ ورد جاں باشد

اشعار مذکور سے قدرت کلام، علم قافیہ پر کامل دستگاہ اور مصنف کی زندگی کا مقصود ظاہر ہے۔ اشعار کیا ہیں ایک اُمڈا ہوا دریا ہے۔

ہشتم :۔ "حق الیقین فی معنی خاتم النبیینؐ" اردو نثر میں ہے۔ لفظ خاتم النبیینؐ پر بڑی سیر حاصل صرفی، نحوی اور منطقی بحث ہے۔ بہت لاجواب کتاب ہے۔

نہم :۔ "قصیدہ نعتیہ"۔ ۱۹۷ اشعار ہیں۔ رنگ سخن یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عرض کرتے ہیں ۔

در فقیری شہر یارے در شہی پیغمبرے
داور منبر نشین، دارا نشاں، آوردہ ام
گر بگوئی برترس از دیگراں آوردۂ
بے گماں آوردہ ام بے شبہ ہاں آوردہ ام

آوردہ ام، متکلم کی ردیف اختیار کر کے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اوصاف، سیرت و تعلیم اس قصیدے میں بیان کرنا ایک کمال ہے۔ خاقانی کا ایک قصیدہ اسی زمین میں موجود ہے۔

دہم :۔ "قند پارسی"۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں خاکسار کی درخواست پر یہ مثنوی آپ نے لکھی اور آپ کے وصال کے بعد طبع ہوئی۔ نمونہ کلام یہ ہے اور سو سال کی عمر میں یہ زور کلام ہے ۔

باز بسمل ازرہ فرزانگی
رفت یاراں بر سر دیوانگی
وہ چہ گوئم از خرد بیگانہ شد
عاشقی بر خویشتن بندد ہے
یک جہاں برکار او خندد ہے

پھر کتنی پتے کی بات کہتے ہیں ۔

شیخ قوم از خادم اسلام نیست
خنجر چوبیں است اور صمصام نیست

یازدھم :۔ مختلف اوقات میں آپ نے جو قصائد اور نظمیں لکھیں ان کا ایک مسودہ خاکسار کو مل گیا تھا۔ "باقیات بسمل" کے نام سے میرے پاس موجود ہے۔

دوازدھم :۔ "کشتی نوح کا فارسی ترجمہ" آپ نے کیا تھا۔ کسی دوست کے پاس موجود ہے۔ مجھے باوجود کوشش کے مل نہیں سکا۔

سیزدھم :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تذکرۃ الشہادتین کا ترجمہ حضور کے زمانہ میں بسمل نے کیا۔

غرض یہ ہیں بسمل مرحوم۔ علم و فضل کے آفتاب۔ فن شعر میں کامل، اخلاقی اعتبار سے پیکر انکسار، بے غرض، رو بخدا، احمدیت کے دلدادہ، جہاں استاد، شہرت سے نفور اور ایسے ہی عاجز طبع کہ خود ہماری جماعت میں بھی بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ ہم میں ایک ایسا استاد فن اور باکمال شخص ہوا ہے جس کا بدل ہندوستان میں گزشتہ صدی میں کوئی نظر نہیں آتا۔ سو سال کی عمر پائی اور مقبرہ بہشتی میں تربت گزیں ہوئے یعنی ۱۹۳۹ء میں۔

میں نے نہائت مختصر واقعات آپ کے بارے میں عرض کئے ہیں :۔

شیخنا جان من و جان شما
اللہ اللہ رفعت شان شما
مرحبا آں علم و فضل و اقتدار
حبذا آں حلم و عجز و انکسار
مظہر محزوں بچشم خونفشاں
یاد تاں آرد کہ دارد یاد تاں
تو زیاراں یاد مے داری کہ نے
تو زیاراں یاد مے آری کہ نے
جستجو کر دم بہ عالم کو بکو
نغز گو مثل عبید اللہ کو
من کہ صد سودا و بکسر داشتم
ریزہ ہا از خوان او برداشتم
تا سواد از بسمل والا گرفت
کار نظم ایں چنیں بالا گرفت
یاد او در حضرت رب الانام
شاد مند و شاد بہر و شاد کام

اور میری اس تمام تقریر سے غرض یہ ہے کہ ہم اپنے علماء کی یاد کو تازہ رکھیں۔ اور ان کے اخلاقی اور علمی نمونوں کی پیروی کریں اور احمدی علمی میدانوں میں سب سے آگے رہیں۔ کیونکہ حصول علم کے لئے جو مواقع اور سہولتیں ہمیں حاصل ہیں وہ دوسروں کو میسر نہیں ۔ واللہ الموفق۔

(بشکریہ ماہنامہ الفرقان، ربوہ، نومبر ۱۹۵۷ء صہ ۲۳ تا ۳۲)

بقیہ "مختصرات" از صہ ۱

۱۶ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کے پروگرام میں ماریشس کے چار احباب نے شمولیت کی اور حضور انور سے مختلف سوالات پوچھے۔ ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محمدیت اور شان احمدیت کی تفصیل بیان فرمائی۔

۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء: آج کی دلچسپ مجلس میں دو انگریز احمدی دوستوں کے ساتھ چار انگریز احمدی بچوں نے "ملاقات" پروگرام میں شمولیت کی اور متفرق سوالات دریافت کئے۔

ایک سوال خوابوں کی تعبیر سے متعلق تھا۔ حضور انور نے اس کا تفصیلی جواب ارشاد فرمایا اور سورہ یوسف کے حوالہ سے شاہ مصر کی خواب اور اس کی تعبیر کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس ضمن میں حضور انور نے یہ ہدایت فرمائی کہ مربیان اور معلمین کو چاہئے کہ قرآن مجید میں مذکور اہم امور اور واقعات احمدی بچوں کو سکھائیں اور انہیں ان باتوں سے خوب آگاہ کریں۔ کیونکہ یہ باتیں ان کی ساری زندگی میں مفید کردار ادا کریں گی اور اچھے رنگ میں اثرانداز ہونگی۔

ایک سوال کے جواب میں ضمناً حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ شان خاتمیت کا یہ بھی مفہوم ہے کہ ہم افضل ترین معلم اخلاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ اخلاق سیکھیں اور ان کو اپنانے کے بعد یہی باتیں دوسروں کو بھی سکھائیں اور ساری دنیا میں پھیلائیں۔ (ع ۔ م ۔ ر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"اگر ہم ساری دنیا میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز پر اس طرح قائم ہو جائے کہ جہاں با جماعت نماز پڑھی جا سکتی ہے وہاں لازماً با جماعت نماز پڑھی جا رہی ہو۔ اور جہاں با جماعت نماز ممکن نہ ہو وہاں انفرادی نماز کا انتظام ہو، اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے۔ توجہ کے ساتھ اور سوز و گداز کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس سے اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی"۔

(الفضل ۲۰ جون ۱۹۸۳ء)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television dedicated to the spread of the Unity of God throughout the world.

Satellite transmission for 12 hours daily to the Middle East [Eastern], Asia and Far East - Monday to Sunday 7 am [7.00 hours] to 7 pm [19.00 hours] GMT as well as live transmission to the above areas and also Europe, North Africa and the Middle East - Monday to Thursday 1.15 pm [13.15 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT and Friday to Sunday, 12.45 pm [0.45 hours] to 3.55 pm [15.55 hours] GMT

Friday Sermon by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV - Fridays between 1.15 pm [13.15 hours] to 2.40 pm [14.30 hours] GMT

For further information contact:
The Manager, MTA
Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Telephone: + 44 - 81 - 870 - 0922
Fax: + 44 - 81 - 870 - 0684

For advertising information, please contact:
Naeem Osman Memon,
MTA - Muslim Television Ahmadiyya,
16 Gressenhall Road, London SW18 5QL

Telephone London
081 874 8902 / 081 875 1285
Fax: London 081 875 0249

ASIAN JEWELLERY AT DISCOUNTED PRICES. LATEST DESIGNS IN STOCK UK DELIVERY ARRANGED CUSTOMER DESIGNS WELCOME
DHULAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

Kenssy
Fried Chicken
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

تاریخ احمدیت
۱۸۸۴ء

لدھیانہ کے عقیدت مندوں کا اصرار

"براہین احمدیہ" کی اشاعت نے یوں تو ملک بھر میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا مگر لدھیانہ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدت مندوں کی ایک جماعت قائم ہو گئی تھی جس میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ، جناب قاضی خواجہ علی صاحبؓ، نواب محمد علی خان صاحبؓ، نواب علی محمد صاحبؓ آف جھجر، مولانا عبدالقادر صاحبؓ، شہزادہ عبدالمجید صاحبؓ، میر عباس علی صاحب وغیرہ بہت سے نفوس شامل تھے۔ یہ بزرگ آپ کے حلقہ ارادت میں آنے کے بعد ہزار جان سے چاہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ہاں لدھیانہ تشریف لائیں۔ اور اس غرض سے ان کی طرف سے ۱۸۸۲ء میں باصرار درخواست بھی حضور انورؑ کی خدمت میں پہنچی اور حضور نے اسے ازراہ شفقت منظور فرماتے ہوئے وعدہ بھی کر لیا۔ لیکن حالات کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ مختلف اوقات میں عزم سفر کرنے کے باوجود اس سال وہاں جانے کی نوبت نہ آ سکی۔ ۱۸۸۴ء کے آغاز میں لدھیانہ کے دوستوں نے ایک دفعہ پھر میر عباس علی صاحب کے ذریعہ سے (جو ان دنوں لدھیانہ میں گویا حضرت کے نمائندے تھے اور جن کے متعلق حضرت نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ لدھیانہ سے جو دوست حضور سے ملاقات کے لئے آئیں پہلے ان سے مل کر آئیں تو تسلی رہے) بار بار اپنی اس دلی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اذن الٰہی کے بغیر کوئی قدم اٹھانا معصیت خیال کرتے تھے اس لئے آپ نے میر عباس علی صاحب کو ۱۸ جنوری ۱۹۸۴ء کو تحریر فرمایا کہ

> "کچھ خداوند کریم ہی کی طرف سے ایسے اسباب آ پڑتے ہیں کہ رک جاتا ہوں۔ نہیں معلوم حضرت احدیت کی کیا مرضی ہے عاجز بندہ بغیر اس کی مشیت کے قدم نہیں اٹھا سکتا"۔

نیز لکھا:۔

> "لوگوں کے شوق اور ارادت پر آپ خوش نہ ہوں حقیقی شوق اور ارادت کہ جو لغزش اور ابتلاء کے مقابلہ میں کچھ ٹھہر سکے لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے"۔

اس سلسلہ میں انہیں اپنا ایک رویا بھی لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میر عباس علی صاحب کی باطنی کیفیت کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا تھا۔ اس غیبی اطلاع پر تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ آپ کو خداتعالیٰ کی طرف سے اجازت عطا کر دی گئی تو آپ نے میر عباس علی صاحب کو جو انہی دنوں حضرت کی خدمت میں قادیان آئے ہوئے تھے یہ ہدایت فرمائی کہ لدھیانہ میں آپ کے لئے کوئی ایسی قیامگاہ تجویز کی جائے جس میں تخلیہ اور ملاقات کے لئے الگ الگ کمرے ہوں اور ان میں مختصر ضروری سامان بھی موجود ہو۔ میر صاحب حضرت کا فرمان سن کر خوشی خوشی لدھیانہ پہنچے اور حضور کے استقبال کے لئے تیاریاں ہونے لگیں۔ لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مریدوں کا ایک جال بچھا ہوا تھا۔ انہیں آپ نے تشریف آوری کی خصوصی اطلاع دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ کثیر تعداد میں اسٹیشن پر حاضر ہوں۔ محلہ صوفیاں میں جہاں میر عباس علی صاحب رہائش رکھتے تھے انہیں کے اعزہ واقارب سے ایک دوست ڈپٹی امیر علی صاحب بھی تھے جن کا مکان حضرت کی فرودگاہ کے لئے بہت موزوں تھا۔ مکان کی چابی ڈپٹی صاحب کے چچا میر نظام الدین صاحب کے پاس تھی۔ جب انہیں بتایا گیا کہ اس مکان پر حضرت کے قیام فرمانے کی تجویز ہے تو انہوں نے بخوشی چابی دے دی۔ انہیں کہا گیا کہ وہ مکان میں سے تکلفات کا سامان اٹھا لیں کیونکہ یہ للہی محفل ہے۔ اس میں غریب و امیر آئیں گے۔ ہم یہاں چٹائیاں بچھا دیں گے۔ مگر انہوں نے جواب دیا کہ سامان کو قدم بوسی کی برکت نصیب ہوگی، اسے یہیں رہنے دیا جائے۔ ہم اسے اپنے ساتھ تھوڑا ہی لے جائیں گے۔ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ نے اپنی فراست کی بناء پر اپنے مریدوں کو پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ احادیث میں اس زمانہ کے مامور کا حلیہ موجود ہے اس لئے اگرچہ میں نے حضرت کی پہلے کبھی زیارت نہیں کی میں آپ کو از خود پہچان لوں گا۔

لدھیانہ میں تشریف آوری اور بے مثال استقبال

غرضیکہ اہل لدھیانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے لئے نہایت بے قراری سے چشم براہ تھے کہ حضور اطلاع کے مطابق اپنے تین خدام حافظ حامد علی صاحبؓ، مولوی جان محمد صاحبؓ، اور لالہ ملاوامل صاحب کی رفاقت میں لدھیانہ اسٹیشن پر تشریف لے آئے۔ یہ ۱۸۸۴ء کی پہلی سہ ماہی کا واقعہ ہے۔ اسٹیشن پر زائرین کا بے پناہ ہجوم تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر امڈ آیا ہے۔ لدھیانہ کے دوستوں میں میر عباس علی صاحبؓ کے سوا کوئی بھی حضور کی شکل مبارک سے واقف نہیں تھا۔ اس لئے جب گاڑی کا وقت قریب آیا تو میر صاحب اور ان کے ساتھ بہت سے دوست پلیٹ فارم کے اندر چلے گئے۔ اور لوگوں کی نظریں اس طرف جم گئیں کہ میر صاحب جس بزرگ سے مصافحہ کریں گے وہی حضرت اقدس ہونگے۔ لیکن اتفاق یہ ہوا کہ حضور اپنے خدام کے جھرمٹ میں گاڑی کے اگلے ڈبوں سے اتر کر پھاٹک کی طرف تشریف لے آئے۔ پھاٹک پر اس وقت حضرت سید عنایت علی صاحبؓ کھڑے تھے جو یہ خیال کر کے پہلے ہی سے یہاں آ گئے تھے کہ حضرت اقدس بہرحال یہیں سے گذریں گے۔ اور گو انہیں حضور کی زیارت کا قبل ازیں موقعہ نہیں ملا تھا۔ مگر آنے والے مسافروں میں سے جونہی ان کی نظر حضور کے مقدس اور پر نور چہرے پر پڑی وہ فوراً بھانپ گئے کہ حضرت اقدس یہی ہیں اور جھٹ مصافحہ کرتے ہوئے دست بوسی کر لی۔ اس موقعہ پر حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ نے بھی جیسا کہ انہوں نے قبل از وقت بتا دیا تھا اسٹیشن پر حضرت اقدس کو دیکھتے ہی بتا دیا کہ حضرت اقدس یہ ہیں۔ حضرت صوفی صاحب کے ساتھ ان کے دونوں فرزند یعنی حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ اور حضرت پیر افتخار احمد صاحب اور متعدد مرید شاگرد مثلاً مولوی قطب الدین صاحبؓ بھی موجود تھے جو ان دنوں تحصیل علم کی خاطر لدھیانہ میں مقیم تھے۔ مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ حضور کو دیکھتے ہی ان کی زبان سے نکلا "هٰذَا لَيْسَ وَجْهُ كَاذِبٍ"

بعض لدھیانوی علماء کی ہنگامہ آرائی

دوسرے دن شام کو صوفی احمد جان صاحبؓ کے ایک مرید منشی رحیم بخش صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی۔ لدھیانہ کی فضاء اس وقت تک پر سکون تھی اور ابھی تک کوئی ناخوشگوار اور تلخ صورت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جب شام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولوی رحیم بخش صاحب کے ہاں تشریف لے گئے تو لدھیانہ کے بعض خدا ناترس علماء کی شرارت آمیز کاروائی سامنے آئی۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت اقدس آٹھ دس اصحاب کے ہمراہ منشی صاحب کے گھر پہنچے۔ جہاں آپ کو پہلے تو ایک کھلے کمرے میں تشریف رکھنے کے لئے کہا گیا لیکن جب کھانا تیار ہو گیا تو حضور کو ایک چھوٹے سے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔ کھانا کھا چکے تو مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے ہنگامہ آرائی کے لئے اپنا ایلچی بھیج دیا۔ جس نے آتے ہی حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مولوی عبدالعزیز صاحب کہتے ہیں قادیان والے مرزا صاحب یا ہمارے ساتھ بحث کریں یا کوتوالی چلیں۔ حضرت صوفی صاحب نے جواب دیا کہ ہم کیوں کوتوالی چلیں ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ اگر تمہارے مولوی صاحب نے کوئی بات دریافت کرنی ہے تو اخلاق و انسانیت کے ساتھ محلہ صوفیاں میں جہاں حضرت اقدس ٹھہرے ہوئے ہیں دریافت کر لیں۔ حضرت صوفی صاحب نے اپنا جواب ختم کیا ہی تھا کہ خود میزبان یعنی منشی رحیم بخش صاحب نے انہیں یہ خبر سنائی کہ جس کمرہ سے آپ پہلے اٹھ کر آئے ہیں وہاں بعض لوگ جمع ہیں اور اپنے شکوک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت صوفی صاحب نے انہیں سمجھایا کہ حضرت صاحب کو سفر کی وجہ سے تکان ہے یہ لوگ حضرت کی قیامگاہ محلہ صوفیاں پر آ جائیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ سن کر فرمایا کہ نہیں یہیں بیٹھیں گے اور ان لوگوں کی باتیں سنیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت اپنے خدام کے ساتھ پہلے کمرے کی طرف چل دئے۔ یہاں آئے تو دیکھا کہ کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا ہے اور تل دھرنے کی جگہ نہیں۔ حضرت اور آپ کے ساتھیوں کو بمشکل جگہ ملی۔ ان لوگوں سے کہا گیا کہ وہ اپنے شکوک پیش کریں۔ چنانچہ وہ اعتراضات کرتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے جوابات دیتے رہے۔ لیکن ان شوریدہ سروں کو تحقیق حق تو مقصود نہیں تھی وہ تو لدھیانہ کے بعض مولویوں کی اشتعال انگیزی پر اپنے جوش غضب کا مظاہرہ کرنے کو آئے تھے جو کرتے رہے۔

ایک موقعہ پر ایک شخص نے یہ سوال بھی کیا کہ آپ بھی پیش گوئیاں فرماتے ہیں اور نجومی اور رمال بھی کرتے ہیں۔ ہمیں صداقت کا کس طرح پتہ لگے۔ حضور نے فرمایا کہ الٰہی نصرت نجومیوں اور رمالوں کے ساتھ نہیں ہوتی لیکن انبیاء علیہم السلام اور مامورین کو نصرت اور کامیابی ملتی ہے۔ وہ اور ان کی جماعت روز بروز ترقی کرتی اور ان کا اقبال ترقی کرتا ہے۔ آخر تھوڑی دیر بعد جب منشی رحیم بخش صاحب نے دیکھا کہ معاملہ طول کھینچ رہا ہے اور مخالفت لحہ بہ لحہ بڑھ رہی ہے۔ تو انہوں نے کمال عقلمندی سے کہہ دیا کہ میں حضرت صاحب کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ آپ لوگوں کے شکوک کے جواب حضرت صاحب نے کافی دے دئے ہیں۔ حضرت کو تکان ہے چنانچہ حضرت واپسی کا قصد کر کے اٹھے تو صوفی احمد جان صاحبؓ نے میر عباس علی صاحب کو مشورہ دیا کہ مولوی عبدالعزیز فساد کے خوگر ہیں دوسرے راستہ سے چلنا چاہئے۔ حضرت صاحب نے جو قریب ہی کھڑے سن رہے تھے۔ اس موقعہ پر بھی کوہ استقلال بن کر ارشاد فرمایا، نہیں اسی راستے سے چلیں گے جس راستہ سے اندیشہ کیا جاتا ہے، غرض فوراً حضور اسی راستہ سے ڈپٹی امیر علی صاحب کے مکان تک تشریف لائے اور راستہ میں کسی شخص کو مزاحم ہونے کی جرات نہیں ہو سکی۔

اگلے دن صوفی احمد جان صاحبؓ کے ہاں دعوت کا انتظام تھا۔ دعوت ختم ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہ بھی مزید برکت کے لئے ہمراہ ہو گئے۔ رستہ میں انہوں نے حضرت کے استفسار پر عرض کیا کہ میں نے بارہ چودہ سال رتر چھتر کی گدی میں مجاہدات کئے ہیں جن سے میرے اندر اتنی زبردست طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ اگر میں اپنے پیچھے آنے والے آدمی پر توجہ کروں تو وہ ابھی گر جائے اور تڑپنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عادت مبارک کے مطابق اپنی سوٹی کی نوک سے زمین پر نشان بناتے ہوئے فرمایا۔ صوفی صاحب اگر وہ گر جائے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟ صوفی صاحب اہل باطن میں سے تھے وہ نکتہ سن کر پھڑک اٹھے۔ انہوں نے اسی وقت حضرت کے سامنے علم توجہ سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی بلکہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "طب روحانی" کو جس میں انہوں نے توجہ اور کمالات اور برسوں کے تجربات پر اتنی مفصل روشنی ڈالی تھی کہ (لدھیانہ والوں نے انہیں مسیح دوران کے خطابات دے رکھے تھے) نہ صرف مرتے دم تک خود اٹھا کر نہیں دیکھا بلکہ اپنے مریدوں میں اشتہار دے دیا کہ علم توجہ اسلام سے مخصوص نہیں ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ آج سے میرا کوئی مرید اسے دین اسلام کا جزو سمجھ کر استعمال نہ کرے۔ حضرت صوفی صاحب نے "طب روحانی" میں اعلان کیا تھا کہ اس سلسلہ میں "نجات جاودانی" اور "کمالات انسانی" کے نام پر دو مزید حصے بھی شائع ہونگے اور عملاً ان کا مسودہ بھی تیار تھا لیکن اس کے بعد آپ نے وہ مسودہ پھاڑ کر پھینک ڈالا۔ بعض لوگوں نے جو "طب روحانی" سے بے حد متاثر تھے بڑے اصرار کے ساتھ آپ سے درخواست کی کہ وہ چیرا پھاڑا ہوا مسودہ ہی بھیج دیں تا اسے مرتب کر کے معلوم ہو سکے کہ کیا لکھا ہے لیکن آپ نے جواب دیا کہ:۔

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY-LONDON ISSN: 1352 9587 TELEPHONE NO. 081-870 8517 FAX NO. 081-870 1095

اں قدح و آں ساقی نماند۔ پنجاب میں ایک آفتاب نکلا ہے جس کے سامنے ستارے رہبری نہیں کر سکتے۔ اس آفتاب کا نام مرزا غلام احمد ہے انہوں نے ایک کتاب "براہین احمدیہ" لکھی ہے اسے منگوا کر پڑھو۔

(روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) جلد ہشتم صـ ۲۸۴، ۲۸۵)

بقیہ "تبصرہ" از صـ ۱۳

ہیں۔ اگر سب کتابیں نہیں تو کم از کم حقیقۃ الوحی اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ہی دیکھ لیتے کہ جن میں حضورؑ کے بے مثال روحانی سفر کی واردات تفصیل سے درج ہے۔ یہ ہادی کاملؐ وہی تھا جو نہ صرف اپنی امت کے جملہ شہداء، صدیقوں اور صالحین کا رہبر تھا اور جس کا دامن تھامنے کے بعد اور کسی واسطہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ وہ تمام انبیاء کا سرتاج تھا۔

ہمارا غالب خیال یہی ہے کہ مصنف نے خود براہ راست حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا بلکہ معاندین احمدیت کی کتب سے متاثر ہو کر یا جماعت کے خلاف سراسر جھوٹ اور افتراء پر مبنی سنی سنائی باتوں پر بنا کرتے ہوئے یہ ریمارکس حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے متعلق دئے ہیں۔ اور اگر ہمارا خیال درست نہیں تو پھر مصنف نے عمداً کتمان حق سے کام لیتے ہوئے احمدیت کے خلاف فتنہ پیدا کرنے اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

ہم جناب محمد نورالدین صاحب کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں اور اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے "مرزائیت" نہیں۔ افسوس ہے کہ مصنف نے اپنی کتاب کا نام لکھتے ہوئے حکم قرآنی "لا تنابزوا بالالقاب" کا بھی پاس نہیں کیا اور اسے ایک "تجزیہ" کے طور پر پیش کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ تقویٰ و انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ تحقیق کے عام معروف دنیاوی اصولوں کو بھی کلیۃً نظر انداز کیا ہے ورنہ یہ ناممکن تھا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی کتب و ملفوظات میں کثرت سے پائی جانے والی ان نہایت پر شوکت اور روشن تحریروں کا علم نہ ہوتا جن میں آپ نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کے نتیجہ میں ملنے والی عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے ذیل میں ہم آپ کی ایسی متعدد تحریروں میں سے صرف چند ایک درج کرتے ہیں جن سے مصنف کے اس الزام کی قلعی خوب کھل جاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خداوند کریم نے اسی رسول مقبولؐ کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے کلام پاک کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے۔ اور علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضلات اور احسانات اور یہ سب تلطفات اور توجہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیمن متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(براہین احمدیہ)

"سو میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے"۔

(حقیقۃ الوحی)

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔

مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی"۔ (تجلیات الٰہیہ)

اور فارسی منظوم کلام میں فرمایا:

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است
ویں آب من ز آب زلال محمدؐ است

اس جگہ ایک لطیفہ کا ذکر بہت برمحل ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے اپنی ایک دوسری تصنیف "راہ حقیقت" میں حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر بحث کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہان محمدؐ

اور اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کے بیان میں ایک لمبی عبارت لکھی ہے (راہ حقیقت صـ ۱۹۱)۔

ہم جناب پیر محمد نورالدین صاحب کی خدمت میں صرف یہ عرض کریں گے کہ یہ شعر اسی عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ہے جو آپ نے اپنے محبوب مرشد کاملؐ کی مدح میں لکھا ہے۔ اسے کہتے ہیں:

وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

خوبی وہ ہے جس پر دشمن بھی گواہی دیں۔

اب ہم جماعت احمدیہ کے افراد کے بارے میں مصنف کتاب کا ایک بیان اور پھر انہی کی رائے درج کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ سے ان کی جو توقعات ہیں وہ یہ ہیں:۔

"مرزا غلام احمدیہ کے ذریعہ، ابتدائے دعویٰ سے لے کر زمانہ حال تک اس جماعت سے کوئی بھی عالم امت، ولی ظاہر نہ ہوا جس کے ذریعہ دین اسلام یا اقتدار اعلیٰ یا اجرائے قرآن و حدیث کی حامل جماعت پائی گئی ہو، جس جماعت کو قرآن و حدیث کے ضابطہ کے تحت تسلیم کیا جا سکتا ہو"۔ (صـ ۵۸)

ہم اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحبؑ کے انفاس قدسی سے جماعت احمدیہ میں پیدا ہونے والے علماء ربانی اور اولیاء اللہ کی فہرست دینے سے گریز کرتے ہیں اور نہ ہی ہم ان کے روحانی تجارب، تائید الٰہی اور تقرب الی اللہ کے مشاہدات بیان کریں گے۔ اس کی بجائے مصنف کی اپنی تحریر سے ہی جماعت احمدیہ کے وابستگان کی کیفیت درج کرتے ہیں۔

جناب محمد نورالدین صاحب صفحہ ۵۶ اور ۵۷ پر لکھتے ہیں:۔

"اس قوم (احمدیوں .. ناقل) میں اخلاق بلکہ اخلاق حسنہ کے بہترین اصول، انسانی ہمدردی، قوم کے لئے ہر قربانی دینا، دیانت داری، بھائی چارہ، صبر و تحمل، بردباری، بلکہ جہاں تک قوم میں فرقہ احمدیہ قومی احساسات میں ہر آدمی اپنی قوم، فرقہ احمدیہ کے ہر ادنیٰ اور اعلیٰ فرد کے ساتھ اخوت، ہمدردی، مدد، اخلاقی رواداری اور اپنے امیر کی اطاعت میں اپنے اصولوں کی پیروی حد کمال کے حامل ہیں بلکہ جب کہ جماعت احمدیہ خود کہ صحیح مسلمان مومن تصور کرتے ہیں۔ ان کی عبادتیں، طریق سنت کے مطابق، نماز، روزہ، زکوٰۃ، احسان، حج اور ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر قائم ہیں جس میں کسی حد تک خلوص و دیانت شامل ہے کہ عبادتوں میں منافقانہ انداز نہیں پایا جاتا"

(صـ ۵۶، ۵۷)

اب جناب پیر صاحب خود ہی فیصلہ کریں۔ کہاں تو وہ ساری جماعت میں ایک ولی اللہ کی تلاش کرتے تھے اور کہاں ان کی اپنی تصویر کشی کی رو سے ساری جماعت اولیاء اللہ اور صالحین کی جماعت نظر آتی ہے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ جماعت کو قرآن و حدیث کے ضابطہ کے تحت پرکھا جائے۔ پھر خود ہی اقراری ہیں کہ احمدیوں کی عبادتیں اور طریق سنت نبویؐ کے مطابق ہیں۔ تاہم غور فرمائیں کہ اگر احمدیوں میں اخوت، ہمدردی، باہمی مدد اور اخلاقی رواداری پائی جاتی ہے تو یہ قرآنی بیان "رحماء بینھم" کے عین مطابق اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے۔ اگر احمدیوں کا ایک واجب الاطاعت امیر ہے تو یہ حدیث "ما انا علیہ و اصحابی" کی تعبیر ہے اور اگر یہ دوسرے اعلیٰ اخلاق کے حامل ہیں تو یہ "تخلقوا باخلاق اللہ" کی تعمیل ہے۔ یہ سب لکھنے کے بعد تو پیر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ اس بابرکت جماعت میں شامل ہونے کے بارے میں غور کرتے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ سو جس درخت کے ثمر ان کے اپنے قول کے مطابق اتنے شیریں ہیں وہ یقینا رضائے الٰہی کے پانی سے سیراب ہے اور اس کی جڑ زمین میں ثابت اور اس کی شاخیں آسمانوں میں ایستادہ ہیں اور یہ وہی شجرہ مبارکہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا اور حسب وعدہ "آخرین منھم" کے پھل لا رہا ہے۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ پیر صاحب موصوف، ان کے ہم خیال اور عقیدت مند حضرات ہماری ان گزارشات کو اسی غور اور سنجیدگی سے پڑھیں گے جس سے ہم نے ان کی تحریر کو دیکھا ہے اور علم کو حجاب نہیں بننے دیں گے۔ اس زمانہ کے مصلح، مجدد اور امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا میں شریعت کی طرح طریقت کا مجدد بھی ہوں سو اصحاب طریقت کے لئے بھی اس چشمہ رواں سے فیضیاب ہونے کا زریں موقع ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

MTV AHMADIYYA
SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS